اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۱) مطبوعہ ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے .... [illegible]

قیمت بیرونجات سے مع محصولڈاک۔ [illegible]

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی۔ [illegible]

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائے گی *

بقیہ اقتباس رموز العالمین

بیٹا خدا ہے اور شخص ہے

اعمال باب ۲۰ - ۲۸ پس اپنی اور اُس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس پر روح قدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا کہ خدا کی کلیسا کو جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا چراؤ۔

چونکہ یہہ جملہ کہ جسے اُس نے اپنے ہی لہو سے مول لیا مسیح سے نسبت رکھتا ہے اور یہاں پر اُس کی شان میں لفظ خدا آیا ہے۔ اِس مقام میں بعض نسخوں میں لفظ خدا کی عیوض لفظ خداوند بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت کو تعلیم تثلیث کی تائید میں ہم پیش نکریں لیکن ہم کو یقین واثق ہے کہ لفظ خدا ہی اس آیت میں درست نسخہ ہے کیونکہ مقدس اگنیشس اپنے خط افسیوں کے باب اول میں جو سنہ ۱۰۷ء میں اُس نے لکھا ہے خدا کے لہو کا ذکر کرتا ہے جو ایسی عبارت ہے جس کے استعمال کرنے کی کوئی انسان جرأت نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اس کو ایسے کلام کرنے کی معقول و معتبر سند حاصل نہ ہو چکی ہو۔ مگر سوائے اعمال باب ۲۰ - آیت ۲۸ کے ایسی عبارت کے استعمال کی کوئی اور سند ہی نہیں ہے تو اس سے صاف ثابت ہے کہ مقدس اگنیشس کے وقت میں بھی لفظ خدا ہی متن میں موجود تھا۔ لیکن جب وہ سنہ ۱۰۷ء میں شہید ہوا تو وہ بڑا ضعیف وسن رسیدہ تھا اور چونکہ کتاب اعمال سنہ ۶۳ء میں لکھی گئی تھی یعنے صرف ۴۴ برس قبل شہادت کے تو اس نے اِس کتاب اعمال کو اُس کے تحریر ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد پڑھا ہوگا اور اِس کے مضامین سے واقفیت حاصل کی ہوگی پس ہم کو ہرطرح سے اختیار و سند حاصل ہے کہ اِس آیت کو ابن کی الوہیت کے بارے میں پیش کریں *

اگر ہم انجیل کے مختلف نسخوں پر لحاظ کریں تو اس میں بھی ہم کچھ ٹوٹے میں نہ رہیں گے۔ جتنا ہمکو خسارہ ہوگا اُتنا ہی ہم کو نفع بھی ہوجائے گا کیا معنی کہ جتنے نسخے ہمارے خلاف نکلیں گے اُتنے ہی ہمارے موافق بھی نکل آئیں گے مثلاً اگر ہم یوحنا باب ۱ - ۱۸ کو اقتباس کریں تو وہاں پر بجائے اکلوتے بیٹے کے خدا اکلوتا بہت سے متقدمین نے درست نسخہ رکھا ہے تو یہہ نسخہ یہاں پر غالباً اُس نسخہ خداوند بجائے خدا اعمال باب ۲۰ - ۲۸ سے زیادہ تر درست و صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یوحنا باب ۲۰ - ۲۸ - ۲۹ - اور تھوما نے جواب میں اُسے کہا اے میرے خداوند اور اے میرے خدا یسوع نے اُسے کہا اے تھوما اس لئے کہ تو نے مجھے دیکھا تو ایمان لایا ہے مبارک وے ہیں جنھوں نے نہیں دیکھا تو بھی ایمان لائے۔ اوپر کی عبارت کی متانت اور زور اس بات میں پایا جاتا ہے کہ مسیح نے تھوما کو ملامت اور سرزنش کرنے کے بجائے

کہ تو نے کیوں خدا کا لقب مجھ کو دیا اُس کے اِس فعل و اعتقاد کو قابلِ تحسین قرار دیا۔ اب دیکھئے کون ایسا اُستاد دنیا میں ہوگا جو محض جامۂ بشریت رکھتا ہو اور اِس لقب خدا سے ملقب ہونا پسند کرے۔ معاذ اللہ حضرا محض انسان اپنے تئیں خدا کہلانا کبھی پسند نہ کرے گا ✣

خط فلپیوں کو باب ۲- ۶ کیونکہ الوہیت کا سارا کمال اُس میں مجسم ہو رہا۔ خط فلپیوں کو باب ۲- ۵ سے ۹ تک پس تمہارا مزاج وہی ہووے جو مسیح یسوع کا بھی تھا کہ اُس نے خدا کی صورت میں ہو کے خدا کے برابر ہونا غنیمت نہ جانا لیکن اُس نے آپ کو ہیچ کیا کہ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا اور آدمی کی صورت میں ظاہر ہو کے آپ کو پست کیا اور مرنے تک بلکہ صلیبی موت تک فرماں بردار رہا۔ اس واسطے خدا نے اُسے بہت سرفراز کیا اور اُس کو ایسا نام جو سب ناموں سے بزرگ ہے بخشا ✣

آیات مذکورۃ الصدر کی متانت کی قدر بخوبی اُسی کو معلوم ہو سکتی ہے جو اُن کو اصل زبان یونانی میں پڑھے لیکن کل عبارت کا مطلب یہہ ہے کہ مسیح اگرچہ قبل مجسم ہونے کے جب وہ کلمۂ غیر مجسم تھا اصل ذات و مزاج خدا رکھتا تھا اور اس لئے وہ خدا کے برابر تھا تو بھی اُس نے اِس ہمسری اور خدا کی برابری کو رکھنا غنیمت نہ جانا بلکہ اُس نے اُسے ترک کر کے خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی شکل بنا۔

خط عبرانیوں باب ۱ و ۲ و ۳ کے بیچ تک خدا جس نے اگلے زمانہ میں نبیوں کے وسیلہ باپ دادوں سے بار بار اور طرح بطرح کلام کیا ان آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا جسکو اُس نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلہ اُس نے عالم بنائے۔ وہ اُس کے جلال کی رونق اور اُس کی ماہیت کا نقش ہو کے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ الغرض یہہ ممکن ہے کہ ہم اور بہت سی آیتیں پیش کریں مگر ہم نے صرف چند آیات ایسی پیش کی ہیں جن پر مباحثہ ہو سکتا ہے اور ہم نے ازراہ خدا ترسی و پیراست معالی اس بات سے بچنے کی کوشش کی ہے کہ کسی آیت کے معنی کھینچ کھانچ اور توڑ مروڑ کر اپنے حق میں زبردستی سے عاید کر لیں۔ جیسا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کسی آیت کے لفظی معنی کو کھینچ کھانچ توڑ مروڑ کر ہمارے متخاصمین اپنے حق میں عاید کر لیں ویسا ہی ہم نے بھی نہیں کیا ہے بقول شخصے ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند

ہاں یہہ بھی کہنا درست ہے کہ عہد جدید میں بہت سی آیتیں ایسی موجود ہیں جو بعضوں کے نزدیک الوہیت مسیح کی متناقض و معارض ہیں مثلاً وہ لوگ جو مسیحی تعلیم دلعقین سے کم واقفیت رکھتے ہیں ایسی ایسی آیتوں کو پیش کرتے ہیں جن میں مسیح کی انسانیت کا ذکر ہے کہ اُس نے انسان ہو کر طرح طرح کا دُکھ اُٹھایا اور تعینات اور قیود انسانی و بشری کا پابند رہا اور معترضین یہہ سوال کر بیٹھتے ہیں کہ وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے جس حالت میں کہ وہ قیود انسانی کا پابند تھا یعنے جب اُس کو بھوکھ اور پیاس لگتی تھی اور ماندگی و ایذا و موت کا مطیع و تابع ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض یہہ بھی حجت کرتے ہیں کہ علم میں بھی تعینات بشری کا پابند تھا تو پھر وہ کیونکر خدا ٹھہرا۔ ہم اس کو فضول و بیکار سمجھتے ہیں کہ اُن آیات کو یہاں پر پیش کریں کیونکہ ہمارے متخاصمین و معترضین اُن کو اس بارہ میں بطور حوالہ پیش کر چکے ہیں اور ہم اُن کو تمام و کمال مخلاً بالطبع ہو کر تسلیم کرتے ہیں حق تو یہہ ہے کہ مسیح کی پوری پوری انسانیت اور اُس کی پوری پوری الوہیت دونوں ہی کی مسیحی دین کے لئے ضرورت ہے واضح ہو کہ مسیح کی الوہیت و انسانیت دو رکن ہیں عمارت مسیحی دین میں۔ ان ہی پر اس عمارت کی بنیاد قایم ہے جب تک یہہ قایم ہیں یہہ عمارت بھی قایم ہے۔ بغیر ان کے کل نقشۂ نجات و مصالحتِ انسان مٹ جائیگا۔ اگر یہہ دونوں رکن عمارت دین مسیحی سے نکال ڈالے جائیں تو ساری عمارت دہم سے گر پڑیگی اور برباد ہو جائیگی۔ ہمارا مسئلہ دین یہہ ہے کہ خدا کلمۂ ازلی نے کامل انسانی مزاج کو کنواری مریم مقدسہ کی ماہیت سے جسم و روح سمیت اختیار و قبول کیا تاکہ جسم و روح اُس کیلئے دونو ایک آلہ ہوں جسکے ذریعے وہ محبت و رحمت خدا کا ظہور حلقۂ انسانیت میں دکھلائے اور اپنے تئیں انسانیت سے پیوند کر کے اُس اُس دوری و مہجوری کو جو خدا اور انسان کے درمیان حایل ہو گئی ہے۔ دور کر دے ✣

فی الواقع یہہ انسان کی ذات جو کہ اُس نے اختیار کی درحقیقت ذاتِ انسان تھی کیونکہ خدا کی ذات میں دروغ کا سایہ تک بھی ہونا ممکن نہیں ہے ✣

پس جو کچھ کلمۂ مجسم یعنے مسیح نے کیا اور سہا وہ اُس نے درحقیقت کیا اور سہا۔ اور مخفی نرہے کہ مسیح نے جو کچھ ایذا برداشت کی وہ بہ حیثیت ذاتِ الٰہی برداشت نہیں کی بلکہ بہ حیثیت ذاتِ انسان جس کو اُس نے اختیار کیا تھا برداشت کی ✣

اکثر لوگ ایسی آیتوں کے نہ سمجھنے کے باعث جو کہ مسیح کی ذات انسان سے متعلق ہیں اُس کی اُلوہیت کے بارہ میں غلط نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ ایسی کل آیات کو یہاں لکھنا تو امر محال ہے مگر ہاں دو چار آیات کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جن سے اس کتاب کے پڑھنے والوں کو معترضین کی غلط فہمی ظاہر ہو جائیگی۔ اکثر لوگ متی ۴- ۱ کو یعقوب ۱- ۱۳ سے مقابلہ کر کے یہہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسیح خدا نہیں ہے چنانچہ متی ۴- ۱ میں یہہ لکھا ہے کہ تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں لایا گیا تاکہ شیطان اُسے آزمائے اور یعقوب ۱- ۱۳ میں یہہ لکھا ہے جب کوئی امتحان میں پھنسے تو وہ نہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے امتحان میں پھنسا کیونکہ خدا بدیوں سے نہ آپ آزمایا جاتا۔ اور نہ کسی کو آزماتا ہے مگر ایک ذرا سے تامل و غور کرنے سے یہہ خیال فاسد دور ہو جائیگا۔ ہاں یہہ تو سچ ہے کہ خدا بہ حیثیت خدا کسی بدی سے آزمایا نہیں جاتا لیکن خدا قادر مطلق ہی نہیں ہو سکتا اگر وہ ذاتِ انسان کو انسانی تجربہ حاصل کرنیکے لئے اختیار نہ کرے ہاں وہ تجربہ جو خدا انسان ہو کر حاصل کریگا انسانی تجربہ ہوگا۔ وہ الٰہی تجربہ ہرگز نہ ہو جائیگا بلکہ اُس الٰہی شخص کا تجربہ ہوگا جسنے

انسانی ذات کو اختیار کیا ہے۔ اب یاد رکھنا لازم ہے کہ مسیحی دین کی یہی تعلیم ہے جو کہ خدا کے کلام سے حاصل ہوتی ہے کہ خدا نے مجسم ہو کر اتنا ہی کیا کہ اُس نے ذات انسان اختیار کر کے انسانی تجربہ حاصل کیا۔ پس معترض کو اختیار ہے جو جی چاہے سو کہے مگر وہ یہہ نہیں کہہ سکتے کہ آیات مذکورہ بالا اس تعلیم سے نقیض رکھتی ہیں۔ نقیض تو درکنار بلکہ وہ مسیحی تعلیم سے عین مطابقت و موافقت رکھتی ہیں +

اب بعض آیات ایسی ہیں جن کی بابت معترضین یہہ کہتے ہیں کہ اُن سے مسیح کا خدا نہونا صاف ثابت ہے۔ ہم اس مقام پر دو ایک ایسی مشہور آیتوں کو جانچکر یہہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا وہ مسیح کی نفی اُلوہیت کے لئے کافی ہیں یا نہیں۔ یا انکا معترضین کی محض غلط فہمی ہے پہلا خط قرنتیوں کو باب ۸ آیت ۶ میں یہہ لکھا ہے ہمارا ایک خدا ہے جو باپ ہے جس سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اسی کے لئے ہیں۔ اور ایک خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے جس کے سبب سے ساری چیزیں ہوئیں اور ہم اُسی کے وسیلہ سے ہیں"۔ اکثر لوگ اس آیت کے پہلے حصہ کو اقتباس کر کے یہہ دلیل کرنے لگتے ہیں کہ الٰہیت صرف خدا باپ ہی کی نسبت قرار دی جاسکتی ہے مگر مدعی سے ہماری درخواست یہہ ہے کہ آپ پوری پوری آیت کو اقتباس کر کے پیش کریں۔ تب کیفیت معلوم ہوگی۔ اگر آیت کے پہلے حصہ سے یہہ بات نکلتی ہے کہ الٰہیت صرف خدا باپ ہی کی نسبت قرار دیجاسکتی ہے تو اُسی آیت کے دوسرے حصہ سے یہہ بات بھی پیدا ہوتی ہے کہ خداوندی اُسی طریق استدلال اور طرز تفسیر سے فقط بیٹے ہی کی نسبت قرار دی جاسکتی ہے۔ باپ پر خداوندی کا اطلاق صادق نہیں آتا +

مگر ایسا نتیجہ کتاب مقدس کے صریحاً خلاف ہے۔ پس اِس صورت میں ہم پر یہہ لازم آتا ہے کہ ایسی تفسیر کی ترمیم کریں اور اِس آیت سے وہ تعلیم حاصل کریں جو کچھ اُس کی عبارت سے نکلتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ باپ اور بیٹے کے درمیان وہ یگانگت ہے جو کسی طرح ایک دوسرے سے جدا ہو نہیں سکتی۔ فی الواقع اِن دونوں اقانیم میں وہ اتحاد و پیوستگی ہے کہ جو کچھ ایک کی نسبت قرار دیا جائیگا وہی دوسرے پر بھی صادق آئیگا۔ چنانچہ یہہ دونوں باعتبار اپنی اپنی ذات و صفات کے ایک ہیں۔ پھر یوحنا ۱۷- ۳ اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہے کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ اس آیت میں ہمارا خداوند بحیثیت انسان اپنے باپ سے مخاطب ہے۔ وہ اس مقام میں جیسا کہ اُس نے اور بھی بارہا کیا اپنے تئیں بیٹا نہیں کہتا بلکہ یسوع مسیح کہتا ہے تاکہ اپنے انسانی وجود کو لوگوں کے دلوں پر اچھی طرح سے نقش کر دے۔ جاننا چاہئے کہ یسوع اُس کا شخصی نام ہے اور مسیح اُسکا نام باعتبار اُس کے اُس عہدہ کے رکھا گیا جس پر کہ وہ خدا کی طرف سے متعین و مقرر کیا گیا تھا پس اِس آیت میں خداوند یسوع مسیح کے انسانی عہدہ و ذات کا مقابلہ اکیلے اور سچے خدا کی ذات کے ساتھہ کیا جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کا اعتراض صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ مسیحی دین کی تعلیم کو صحیح صحیح طور پر نہیں سمجھتا۔ واضح ہو کہ کوئی مسیحی یہہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ سوائے ایک واحد اور حقیقی خدا کے کوئی اور بھی دوسرا خدا ہے یا اگر وہ یہہ سمجھتا ہو کہ مسیح سوائے خدا باپ کے کوئی دوسرا خدا ہے۔ ہر ایک مسیحی کا یہی اعتقاد ہے کہ خدا ایک ہے آیت مذکورۂ بالا کی تعلیم اور ہر مسیحی کے اعتقاد کی رو سے خدا باپ ہی اکیلا اور سچا خدا ہے اور اسی طرح کلمہ اور روح القدس بھی اکیلا اور سچا خدا ہے۔ خدا ایک ہی ہے۔ دو یا تین خدا نہیں ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔ اور اسی اکیلے اور سچے خدا نے جس نے اپنے تئیں ہم پر ظاہر کیا ہے۔ اور مجسم کلمہ کی نجات کے کام پر جو کہ اُس نے اس دنیا میں آنکر کیا اعتقاد رکھنے اور پورا اعتبار کرنے سے ہر ایک گناہ گار حیات ابدی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت یہہ اعتقاد و اعتبار حیات ابدی کے ساتھہ ایسا مضبوط علاقہ رکھتا ہے کہ ان دونوں کو درحقیقت ایک ہی سمجھنا لازم ہے +

پھر اکثر لوگ اس بات کے ثبوت میں آیات پیش کرتے ہیں کہ مسیح کی ہستی اور قدرت جبلی اور ذاتی نہیں بلکہ وہ باپ سے اخذ کی گئی ہے۔ مثلاً یوحنا ۶- ۵۷ کو پیش کرتے ہیں جہاں یہہ لکھا ہے کہ جس طرح سے کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ سے زندہ ہوں پھر یوحنا ۵- ۲۶ جس طرح باپ آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی دیا ہے کہ اپنے میں زندگی رکھے۔ آیات مذکورہ بالا اس بات کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں کہ مسیح ہر شے کے لئے خدا باپ پر انحصار اور بھروسا رکھتا تھا۔ اور اس لئے وہ خود خدا نہ تھا۔ لیکن ایک ذری سی فکر و تامل سے یہہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ یہہ آیتیں تمام و کمال طور سے فقط مسیحی دین کی تعلیم سے موافقت و مطابقت ہی نہیں رکھتیں بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ مسیحی دین کی تعلیم ایسی ہی آیتوں سے لی گئی ہے۔ فی الواقع مسیح کی انسانی ذات مخلوق تھی۔ اُس کو خدا نے بذریعہ کلمہ اور روح کے اور مخلوقات کی طرح خلق کیا تھا۔ ہاں اُلوہیت کے پہلو سے خدا باپ سرچشمۂ اُلوہیت تسلیم کیا گیا ہے اور کلمہ اور روح اُس سے ازلیت کی راہ سے اپنا اپنا وجود اخذ کرتے ہیں۔ منجملہ دو آیات مذکورہ بالا کے دوسری آیات سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ بیٹا جو اپنا وجود باپ سے حاصل کرتا ہے وہ باپ ہی کا سا وجود ہے۔ اور یہہ گویا اُس کی اُلوہیت کا ایک صریح ثبوت ہے کیونکہ یہہ خدا ہی کا وصف ہے کہ وہ اپنے میں حیات رکھے +

اس خیال کی رو سے جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے ہم اُس مضمون کو جو یوحنا ۱۴- ۲۸ میں درج ہے بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہہ ہے۔ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ ہمارے خداوند کے طرز کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس جگہہ اپنی انسانیت کی نسبت کہہ رہا ہے کیونکہ آپ اپنے شاگردوں سے یہہ فرماتے ہیں کہ اب میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور یہہ جدائی جس کا کہ مسیح ذکر کرتا ہے صرف اس کے انسانی وجود پر اطلاق کرسکتی ہے۔ الوہیت کی راہ سے وہ اُن سے جدا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مگر ہاں جسم کی راہ سے وہ اُن سے جدا ہوسکتا ہے اور جدا ہوا بھی۔ پس مسیح کا اپنی نسبت یہہ کہنا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے عقلاً بہت درست ہے کیونکہ باعتبار اپنی انسانیت کے وہ باپ سے کم تر ہے۔ لیکن اگر کوئی اس پر بھی یہہ نکتہ چینی کرے اور کہے کہ مسیح نے یہاں پر اپنی اُلوہیت کی نسبت بھی اپنے تئیں اپنے باپ سے کم تر کہا ہے

توہم نکتہ چین کے اس قول کو بھی خوشی سے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہاں اقنومیت کی نسبت بھی ایک طرح سے یہہ کہنا درست ہے اور یہہ ہمارے دین کا مسئلہ بھی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کے درمیان ایک تقدیم سلسلہ تو ہے۔ مگر تقدیم زمانہ نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے باپ بیٹے سے اس بات میں بھی بڑا ہے کہ باپ جو کچھ ہے وہ از خود ہے اور کسی سے نہیں ہے۔ مگر بیٹا جو کچھ ہے وہ باپ سے ہے۔ اُس کا وجود باپ کے وجود سے لیا جاتا ہے۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ ہم یہہ نہیں مانتے کہ اُن کے صفات میں کچھ فرق ہے کیونکہ ذات الٰہی کی تقسیم نہیں ہو سکتی کہ ایک جزو تو اُس کو عطا کیا جائے اور دوسرا نہ دیا جائے۔ ماہیت ممتنع التقسیم ہے۔ پس۔ واضح ہو کہ اس قسم کی جتنی آیتیں پیش کی جائیں گی اُن کی تفسیر سے صرف یہی ثابت ہوگا کہ وہ تعلیم کے موافق ہیں اور یہی نہیں بلکہ اُن سے مسیحی دین کے مسائل کی تاکید و تائید بھی بخوبی ہوتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی ایسی آیتیں وہی لوگ پیش کرتے ہیں جو محمد صاحب کی طرح مسیحی دین کی تعلیم سے اچھی طرح واقف نہیں ✦

ایسے لوگ بڑی جانفشانی اور جانکاہی سے ایسے ایسے خیالات اور تصورات کی تکذیب و تردید کرتے ہیں جنکو کوئی خواندہ اور واقف کار مسیحی کبھی مانتا ہی نہیں مثلاً یہہ کہ مسیح سوائے خدا کے ایک دوسرا خدا ہے۔ بھلا یہہ بتلائے تو سہی کون مسیحی ایسے خیال کو مانتا ہے؟

اب ایک آیت اور ہے جس کی بابت کچھ کہنا بہت مناسب ہے۔ اور وہ مرقس ۱۳۔ ۳۲ ہے جہاں یہہ لکھا ہے کہ اُس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے۔

جب سرسری نظر سے ہم اس آیت کو دیکھتے ہیں تو البتہ بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس پر معترض یہہ اعتراض کر سکتا ہے کہ اس آیت کے درمیان جس میں مسیح کی صفت ہمہ دانی کا انکار ہے اور دوسری آیتوں میں جو محض اُس کے انسانی تجربے سے علاقہ رکھتی ہیں ظاہراً بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ بالفرض اگر یہہ مان لیا جائے کہ دوسری قسم کی جتنی آیتیں ہیں وہ مسیحی دین کی تعلیم سے بالکل موافقت و مطابقت رکھتی ہیں تو بھی یہہ کس طرح سے ثابت ہو سکتا ہے کہ یہہ آیت بھی مسیحی دین کی تعلیم سے موافقت و مطابقت رکھتی ہے کیونکہ اس میں تو مسیح کی صفت ہمہ دانی کا انکار ہے۔

مگر جاننا چاہئے کہ یہہ اُس عمیق تعلیم کا صرف ایک جزو ہے جس کو کنوسس (κένωσις) یعنے کلمۂ ازلی کا خود اپنے تئیں خالی کرنا کہتے ہیں خط فلپیوں ۲۔ ۷ میں اس کو خود انکاری و خود گذشتگی کی ایک اعلیٰ صفت کر کے بیان کیا ہے کہ مسیح نے خادم کی صورت پکڑ کر اور انسان کی شکل بن کر اپنے تئیں خالی کر دیا۔ اصل زبان یونانی کی عبارت یہہ ہے۔

ἑαυτὸν ἐκένωσε, μορφὴν δούλου λαβών, ἐν ὁμοιώματι ἀνθρώπων γενόμενος

جس کا ترجمہ یہہ ہے کہ خادم کی صورت پکڑ کر اور انسان کی شکل بن کر اُس نے اپنے تئیں خالی کر دیا اور ماقبل کی آیت میں لکھا ہے کہ اُس نے خدا کی صورت میں ہو کے یہہ کام کیا۔ پس نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ خالی کرنے سے صرف یہی مراد ہے کہ اُس نے اپنی انسانی زندگی میں اپنی الٰہی صفات سے کچھ کام نہ لیا۔ اگرچہ اس خالی کرنے کی کوئی مثال بھی دستیاب نہ ہوتی تو بھی ہم یہی نتیجہ نکالتے کہ اُس نے علم و قدرت کی قید کو اپنی مرضی سے اختیار کر لیا۔ پس اس آیت اور بہت سی اور آیتوں سے جو کہ اسی کی مانند ہیں جو مسیح کی زندگی اور اُس کے کلام کا صحیح صحیح قیاس و گمان ہو سکتا ہے بھلا دعویٰ صرف اتنا ہی ہے کہ آیت مدنظر اور دیگر آیات اپنے اپنے موقع و محل کے موافق مسیحی دین کی تعلیم کی عمارت کی تعمیر کرتی ہیں۔ اور یہہ تعلیم کتاب مقدس کا خلاصہ ہے اس میں کوئی کلام نہیں ✦

مراسلہ

بقیہ

بعض خیالات محمدی پر سرسری ریمارکس

۱۸۳ (روزہ) قرآن میں مذکور ہے "اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر۔ شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔۔۔ مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے۔ اور کھلی نشانیاں راہ کی۔ اور فیصلہ۔ پھر جو کوئی پاوے تم میں یہہ مہینہ تو روزہ رکھے۔ اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہئے اور دنوں سے۔ حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے۔ وے پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک اُن کی۔ اللہ نے معلوم کیا۔ کہ تم اپنی چوری کرتے تھے۔ سو معاف کیا تم کو۔ اور در گذر کی تم سے۔ پھر اب ملو اُن سے۔ اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو۔ اور کھاؤ اور پیو جب تک صاف نظر آوے تم کو دھاری سفید جدی دھاری سیاہ سے فجر کی۔ پھر پورا کرو روزہ رات تک" سورہ البقر۔ رکوع ۲۳ ✦

ہندو بھی کئی باتوں کے لئے برت (روزہ) رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً کسی دیوی۔ درگا کی رضامندی کے لئے۔ اور چاند و سورج کے نام پر وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ بعض برت بعض پاپوں کے پرایچت ٹھہرائے گئے۔ شاستر منو ادھیائے ۱۱۔ اشلوک ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۲۵ وغیرہ ۔

کلام خدا انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگلے بزرگوں نے بھی روزے رکھے۔ اور اب بھی مسیحی روزہ رکھنا مفید

جانتے ہیں۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح نے انجیل متی ۶: ۱۶-۱۸ میں یوں فرمایا کہ ”پھر جب تم روزہ رکھو ریاکاروں کے مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وے اپنا منہہ بگاڑتے ہیں۔ کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ظاہر ہوں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ وے اپنا بدلا پاچکے۔ اور جب تو روزہ رکھے اپنے سر پر چکنا لگا۔ اور منہہ دہو تاکہ تو آدمی پر نہیں۔ بلکہ تیرے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو۔ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے آشکارا تجھے بدلا دے“

(ا) کلام خدا انجیل کے موافق روزوں کا ظاہر طور یہہ ہے یعنے دعا و زاری میں مشغول ہونا۔ ا سموایل ۷: ۶ یوئیل ۲: ۱۲

(ب) باطنی صورت نیکی اور انسانی ہمدردی کے کام بجالانا یشعیاہ ۵۸: ۶ و ۷

(ج) روزہ کا وقت ضرورت اور الہی برکات کے لئے دل کی تیاری۔ یوئیل ۱: ۱۴ و ۲: ۱۲ ÷

پس مسیحی روزے اپنی روح کو خدا کے سامنے عاجز و فروتن بنانے کے لئے ہیں (زبور ۶۹: ۱۰ و ۳۵: ۱۳) اور اس لئے وہ سب خیالات جو دوسرے لوگوں کے روزوں کو نہیں توڑتے مسیحی روزوں کو توڑ ڈالتے ہیں۔ کیونکہ مسیحی روزوں کے کل ایام دن اور رات یکساں خیال کیا جاتا ہے۔ محمدیوں اور ہندوؤں کے روزے یا برت ایک حکم کی تعمیل یا پاپوں کے پرائشچت یا ثواب کے باعث خیال کئے جاتے ہیں۔ مگر مسیحی روزے ایک روحانی بیماری کی دوا ہیں جو وقت ضرورت برتی جاتی ہے÷

کلام خدا انجیل میں عوام کے روزوں کی محض ایک ظاہر اور بے سود شکل بھی مذکور ہے جو بعض دیگر روزوں سے بالکل مشابہ ہو۔ یشعیاہ ۵۸: ۳-۵ ÷

۱۴۔ (خیرات یا صدقہ) قرآن میں حکم ہے ”اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تم کو بہتر ہے“ سورہ البقرہ رکوع ۳۷ مگر محمدی لوگ خیرات یا صدقہ خاصکر ملنے والوں یتیموں محتاجوں مسافروں اور فقیروں کو جو حرف اپنی قوم کے ہوں دینا بہتر خیال کرتے ہیں۔

ہندو بھی دان پن کرنا ایک ضروری بات خیال کرتے ہیں۔ مگر وہ بھی دان۔ پن کا حقدار صرف برہمنوں کو جانتے ہیں نہ شدروں کو۔ دیکھو شاستر منو۔ ادھیا ۱۱۔ اشلوک ۸۰ سے اونتک ÷

کلام خدا انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خیرات یا صدقہ دینا ایک ضروری امر ہے۔ تاکہ اہل توفیق بلا امتیاز قومیت کے محتاجوں کی مدد کریں۔ اور اس سبب دنیا کے مسیحی ممالک میں حسب الحکم اپنے نجات دہندہ کے اس قدر خیرات کا چندہ جمع کیا جاتا ہے (متی ۶: ۱-۴) کہ جس کے ذریعہ اکثر محتاجوں اور مصیبت زدوں کی مدد ہوتی۔ اور دنیا کے تمام غیر ممالک میں مشنری لوگ جاکر غیر لوگوں کو انکی بھلائی و بہتری کے واسطے خدا کے پاک کلام سے صلح و سلامتی کی بشارت دیتے۔ مدرسے جاری کرتے شفاخانے کھولتے۔ اور بہت کچھ ایسے کام کرتے ہیں جن سے عوام کو فایدہ حاصل ہو تاکہ وہ شیطان کے پھندے سے چھوٹ کر اور خدا کے سچے طالب بن کر آخر روزابدی سچی ولاثانی خوشی کو حاصل کرسکیں ÷ مگر ایسا کرنے پر بھی وہ کوئی ثواب یا پرلوک کے حاصل کرنیکا مطلق خیال نہیں کرتے۔ کیونکہ نجات و پرلوک کا آنند صرف خداوند یسوع مسیح پر صحیح و زندہ ایمان رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کسی اعمال حسنہ سے ÷

یہاں تک ۱۴ خیالات یا احکامات شرعی محمدیان کا مقابلہ جو مذکور ہوا۔ اُس سے ناظرین خود معلوم کرسکتے ہیں کہ وہ بہت کچھ اہل ہنود کے خیالوں کے موافق۔ اور اہل کتاب مسیحیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اب آیندہ بعض وہ خیالات مذکور ہوں گے جو صرف روایتی یا رواجی مشہور ہیں۔ اور دیکھا جائیگا کہ وہ بھی کہاں تک کس خیال کے موافق یا مخالف ہیں÷

باقی آیندہ

راقم

بہادر مسیح۔ منادی۔ از جھجر ÷

ایک کتاب

عنوان مندرجہ بالا پڑھکر کوئی شخص خیال کرے گا۔ کہ یہہ کتاب کونسی ہوگی۔ کس مذہب کی ہوگی۔ اور کیا اس کا مضمون ہوگا÷ ناظرین کو معلوم ہو۔ کہ یہہ کتاب نہ کسی مذہب سے علاقہ رکھتی ہے۔ اور نہ کسی بانئ مذہب کی طرف سے ہے۔ اور نہ اس کے ورق کاغذ کے ہیں۔ اور نہ وہ شمار میں ہی آسکتے ہیں۔ بلکہ یہہ کتاب دنیا کی تمام کتابوں سے بڑی اور بے شمار مضامین سے بھری ہوئی ہے÷ وہ کتاب نہ تو انگریزی زبان میں ہے۔ اور نہ عبرانی اور عربی یا اور کسی زبان میں۔ بلکہ وہ دنیا کی تمام زبانوں میں تحریر ہے÷ وہ قلم اور سیاہی سے نہیں لکھی تو بھی ایسی خوشخط اور سہل القرات ہے کہ ذرا سا بھی عقل و شعور والا آدمی اس کو پڑھ سکتا ہے۔ شاید ناظرین میں سے بہت اس کتاب کا نام بتاسکتے ہیں۔ اور اس سے عمدہ نصیحت کے سبق سیکھ چکے ہیں÷ اس کتاب کا نام نیچر ہے۔ یعنے موجودات اس عالم موجودات کی ہر شے ایک سوچ اور فکر کا مضمون ہے ایک ایک شے اس کتاب نیچر کا ورق سمجھو۔ اور اب شمار کرو۔ کہ بے شمار انواع و اقسام کی اشیا جو ہمارے چہار طرف دیکھنے میں آتی ہیں یہہ اُس کے کتنے ورق ہیں؟÷ اس کتاب کے تین بڑے حصے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ یہہ کتاب تین فصلوں پر منقسم ہے÷ فصل اول میں اس موجودات کی وہ ذی عقل اور فضل مخلوقات ہے جس کو حیوانات کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول ناطق دوئم مطلق÷ اول قسم میں انسان ہیں۔ اور دوئم میں چوپائے چرندے۔ اور پرندے۔ اور کیڑے مکوڑے وغیرہ÷ دوسری فصل میں اس موجودات کی وہ روئیدگی شامل ہے۔ جس کو نباتات کہتے ہیں۔ اس میں ہر قسم کی سبزی۔ پھل اور پھول اور گھاس اور ساگ پات شامل ہے جس سے زمین کا تختہ پُر رونق اور شاندار ہو رہا ہے÷ فصل سوئم میں وہ اشیا شامل

ہیں - یعنے وہ چیزیں جو زمین کے اندر کانوں سے دستیاب ہوتی ہیں - جس میں خود زمین اور پہاڑ وغیرہ بھی شامل ہیں ؛ ان تینوں فصلوں کے بیان میں اس کتاب کے بے شمار ورق بھرے ہوئے اہل علم کے روبرو اُن کے سوچ اور فکر کے لئے ہر وقت موجود ہیں +

اس کتاب کا مصنف خدا ہے - اور جس طرح ہر مصنف اپنی کتاب میں اپنے خیالات اور لیاقت کی خوبیاں ظاہر کرتا ہے - اسی طرح پر اس کتاب نیچر کا مصنف بھی اپنی اس عجیب وغریب صنعت کے ہر ذرّے میں اپنی قدرت - عظمت - جلال اور بزرگی اور حکمت ودانائی کو ظاہر وآشکارا کرتا ہے ؛ اس عالم موجودات میں سے کوئی شے لو - اور اس کی ساخت اور بناوٹ کو دیکھو ؛ اول تو اُسکی حکمت کی تہ تک پہنچنا ہی مشکل ہے - اور اگر ذرا سا پتہ لگ بھی گیا - تو بھی کوئی نہ کوئی امر حل طلب رہ ہی جائیگا ؛ کسی عالم نے ایک شے کی بابت بیان کرتے وقت کبھی نہیں لکھا - کہ بس اس سے بڑھکر اور اس کا بیان نہیں ہو سکتا ؛ بلکہ ایک سے ایک بڑھ کر بیان کرتا ہے - اور تو بھی کچھ رہ جاتا ہے - کیونکہ یہہ کتاب ایک سب سے بڑے مصنّف کی تصنیف ہے - اس لئے یہہ بہت دقیق اور پُر مطلب اور بیش قیمت ہے - اور اس کے مطالعہ سے ذی عقل انسان کو نصیحت اور دانائی حاصل ہو سکتی ہے ؛ اس کتاب کے مطالعہ سے اِنسان کو بہت سبق ملتے ہیں - جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ناظرین نورافشاں کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا +

کتاب نیچر کا پہلا سبق

عالم موجودات پر نظر ڈالتے ہی پہلا خیال جو ذی عقل انسان کے دل میں آتا ہے وہ ایک ایسے وجود کا خیال ہے - جو اس عالم کا بنانے والا اور قایم رکھنے والا ہے ؛ اور یہہ خیال عام ہے ؛ اقوام دنیا کے عالم اور فاضل باشندوں سے لیکر وحشیوں کے جاہل اور ناخواندہ فرقوں تک یہہ خیال کم وبیش پایا جاتا ہے ؛ اگرچہ اس خیال میں آمیزش کرکے اپنے نافہم دل اور کوتہ اندیشی کے سبب سے بہتوں نے غلطی کی ہے - لیکن تاہم یہہ خیال ایک دُھندلی روشنی میں دکھلائی دیتا ہے ؛ اور اگر باریک بینی سے موجودات کے تین بڑے حصّوں کی تمام اشیا پر نظر ڈالکر غور کیا جائے تو کسی صورت سے کسی کو ایک اعلیٰ ہستی سے انکار کرنے کا کوئی سبب معلوم نہ ہوگا ؛ بنی آدم کے بنانے اور اُس کے اوپر ایک طور سے اعلیٰ طاقت کی کارروائی کے ظاہر ہونے سے - جس نے ہر ایک کو بطور ہاتھ کی انگلیوں کے درجہ بدرجہ بنا دیا - اور ایسا انتظام اور سلسلہ قایم اور جاری کر دیا جو دنیا کے شروع سے بدستور چلا آتا ہے - اُس ہستی کا اعلیٰ ثبوت پایا جاتا ہے - اور عموماً تمام صنعت ہم آواز ہو کر ایک صانع کی طرف اشارہ کر رہی ہے جسکی ہستی کا انکار انسان جیسے ذی عقل مخلوق سے ہونا نہیں چاہئے ؛ لیکن افسوس - کہ باوجود اس کے بعض ناعاقبت اندیش اور نادان لوگ ایسی ہستی کا انکار کرتے - اور بیہودہ بکواس کرکے کہتے ہیں کہ اس دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں - پر یہہ آپ سے آپ بن گئی ہے ؛ ایسے لوگ حقیقتاً اندھے ہیں - اور اس دنیا پر ان کا عدم وجود برابر ہے - بلکہ ان کا پیدا ہونا ہی عبث ہے ؛ ایسے لوگوں نے کتاب نیچر کو مطلق نہیں پڑھا - اور اس دنیا میں آنکھیں بند کرکے رہتے ہیں - وہ سچ مچ کے اندھے ہیں - کیونکہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے

کتاب نیچر کا دوسرا سبق

جمیع موجودات میں ایک انتظام اور قاعدہ پایا جاتا ہے - اور وہ قاعدہ مستقل اور مضبوط ہے ؛ اُس قاعدہ میں ایک کا حصر دوسرے پر ہے ؛ اگرچہ ہر ایک شے اپنے میں بہت عمدہ اور بے نقص ہے - تاہم اُس کا تعلق ضرور دوسری شے سے بنا ہوا ہوگا - جس کے بغیر اُس کا مفید ہونا ناممکن ہے ؛ اور اس تعلق کا سلسلہ عموماً ہر ایک شے کا بالمقابل دوسری شے کے ہے ؛ مثلاً آسمان بالمقابل زمین کے - سورج بالمقابل چاند کے وغیرہ وغیرہ زمین کا حصر بہت کچھ آسمان کے ساتھ ہے - بہت کچھ مدد اس کو اُس سے ملتی ہے - جس کے بغیر اس کا کام چلنا مشکل - بلکہ ناممکن ہے ؛ ایسا ہی چاند سورج سے مدد پاتا ہے - اور موجودات کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا - کہ ایک شے دوسری شے کو مدد کا ہاتھ دیتی ہے - اور بذات خود کوئی شے ایسی نہیں جو بلا کسی دوسری کی امداد کے قایم اور برقرار رہ سکے ؛ ایک کا مدار ضرور دوسرے پر ہے - اور کوئی کام بغیر وسیلے کے انجام نہیں پاتا ہر ایک کام میں ایک وسیلہ پایا جاتا ہے ؛ اس سے دوسرا سبق صاف طور سے ہمکو یہہ ملتا ہے - کہ بنی آدم کی نجات کے بھاری کام کے لئے بھی ایک وسیلے کی ضرورت ہے - اور بغیر وسیلے کے نجات کا ہونا ناممکن ہے ؛ وہ وسیلہ خداوند یسوع مسیح ہے جس کے نام کے سوا اور کوئی دوسرا نام بخشا نہیں گیا - کہ جس سے کوئی نجات پاوے ؛ افسوس - کہ بعضے کوتہ اندیش اس خیال میں بھولے ہوئے بیٹھے ہیں کہ کوئی وسیلہ نہیں - اگر آدمی بچے گا - تو صرف اپنے ہی نیک کاموں سے بچیگا ؛ یہہ سراسر خام خیالی ہے - کیونکہ جس حال میں کہ اپنے نیک اعمال ہی نہیں - تو اُن سے بچاؤ کیونکر ہوگا ؟ یہہ تو ایک صاف بات ہے - اس میں کوئی پیچیدگی نہیں - کہ جبکہ ایک شخص کے پاس ایک چیز نہیں ہے جس کی اُسکو ضرورت ہے - تو وہ سوا اس کے کہ دوسرے کے پاس جاکر مانگے اور پاوے - کسطرح پا سکتا ہے ؟ انجیل مقدس میں صاف اور صریح طور سے اسی لئے فرمایا گیا ہے - کہ تمہارے پاس نہیں ہے - مانگو تو تم کو دیا جاویگا - ڈھونڈو تو تم پاؤگے - اور کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جاویگا ؛ پس اب جو مانگتا ہے سو پاتا ہے - اور جو نہیں مانگتا بالکل محروم اور تہیدست رہیگا ؛ نیچر کا مالک جو بڑا دانا اور مہربان بھی ہے - ہر صورت سے چاہتا ہے - کہ بنی آدم اس بات کو بخوبی جانیں - اور سمجھیں کہ بذات خود وہ کچھ نہیں کر سکتے - بلکہ اسباب کی بڑی ضرورت ہے - کہ وہ اُس ہی پر منحصر رہیں - اور جو وسیلہ اور طریق اس نے ٹھہرایا

ہے جس کو وہ ہرگز توڑ نہیں سکتے۔ شکر گذاری کے ساتھ اُسکو قبول و منظور کریں۔ کیونکہ صرف اسی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اور بس ❊

راقم

ج۔ س

❊

ہمارا سفر صوبہ بھنڈ سے کانپور تک

ڈیر مسٹر اڈیٹر

گڈ مورننگ۔ یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اُس پاک ذات کا کوئی کام خالی از علت نہیں۔ خدا کے لوگوں کا تکلیفات میں سے گذرنا محبت الٰہی کا ایک خاص ثبوت ہے ؛ مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۹۵ء کو ہماری سلامتی کی کشتی امن و امان کے بحر سے گذرتی تھی۔ کہ ناگہاں طوفان غم میں پڑ گئی ؛ ہمارا سالا عمر ۱۲ سال (جو کہ ہمارے ساتھ اس وحشی ملک میں آیا تھا) ایک سانپ والے کے ساتھ کہیں چلا گیا ؛ جب ہمکو معلوم ہوا فوراً ادہر اُدہر آدمی بغرض تلاش بھیجے۔ پولس سٹیشنوں میں رپورٹیں لکھوائیں گئیں ؛ افسوس کا مقام ہے کہ یہاں کوئی ٹیلیگراف آفس نہیں۔ اس وجہ سے مجبوراً ہمیں کانپور جانا پڑا ؛ اب ہم اپنے خاص مدعا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ؛

(دھوہا)

کنواری

صوبہ بھنڈ سے ہم نے قدم باہر رکھا تھا۔ کہ یکایک بادلوں نے ہر چہار جانب سے آ احاطہ کیا۔ اور بارش اپنا رنگ دکھانے لگی ؛ جغرافیہ دانوں سے یہہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ کنواری کوئی بڑا دریا نہیں ہے۔ لیکن جس وقت طغیانی پر ہوتا ہے۔ اُسوقت اس کا مزاج ویسا ہی نظر آتا ہے۔ جیسا کہ اُمّی آدمیوں کا۔ یا ہندوستانی ریاستوں کے مختاروں کا ؛ ان اضلاع کے اہل ہنود کا یہہ خیال ہے۔ کہ جو شخص کنوارا مر جائے۔ اُسے اس دریا میں بہا دینا بہتر ہے۔ کیونکہ کنوارے آدمی و کنواری عورت کی نجات بعد مرنے کے اس دریا میں بہا دینے سے ہو جائیگی ؛ جب یہہ دریا اپنا زور دکھاتا ہے۔ اس وقت یہہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ کنواری مائی اپنی شادی کے لئے جھگڑتی ہے۔ اس وجہ سے کچھ سامان شادی کا کنواری پر چڑھایا جاتا ہے ؛ گریہ زاری کرتے ہوئے ہمنے بھی اس دریا کو عبور کیا۔ اور آگے بڑھکے قصبہ بہوپ میں جا پہنچے ؛

بہوپ

یہہ قصبہ صوبہ بھنڈ کے متعلق ہے۔ زمانہ سابق میں یہاں تحصیلدار وغیرہ رہا کرتے تھے۔ لیکن آج کل صرف آوٹ پوسٹ ہی رہگیا ہے ؛ یہاں محمد فیاض علی خان صاحب انچارج آوٹ پوسٹ نے ہماری تسلی و تسکین کی۔ اور فرمایا۔ کہ "صاحب میں اپنے حلقہ میں آپکے سالے کو تلاش کراؤنگا۔ اور اگر ملا تو فوراً روانہ بھنڈ کرونگا" ؛ اس قصبہ میں علاوہ اہل ہنود کے دوسری قوم کا نام و نشان نہیں ؛ یہاں پر چماروں پر جو ظلم کیا جاتا ہے اُسکے دیکھنے سے کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔ مثلاً جب چودہری قصبہ کو مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ فوراً بیچارے چماروں کو پکڑ بلایا اور دن بھر کام کرانے کے بعد نصف مزدوری دے کے نکالدیا اگر کمبخت مزدوروں نے نالش کی تو چودہری نے جواب دیا۔ کہ "حضور اگلے زمانے سے ایسا چلا آتا ہے" ؛ چمار بیچارے رو پیٹ کر بیٹھ رہے ؛ یہاں ایسے گاؤں موجود ہیں۔ کہ جب کبھی ہیضہ پھوٹ نکلتا ہے۔ اُس وقت یہہ لوگ ہردول کا چبوترہ بناتے ہیں۔ اور اُس کی پرستش کرتے ہیں ؛ تواریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں۔ کہ اگلے زمانے میں ہردول والی بند ھلکھنڈ تھا۔ اور شجاعت وغیرہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جس کو کہ آجکل اہل ہنود بت بنا کے پوجتے ہیں۔ بعد ایک گھنٹہ کے ہم بجانب چمبل دریا روانہ ہوئے۔ اور خدا خدا کر چمبل پہنچے ؛

چمبل

یہہ دریا خوب موجیں مار رہا تھا۔ جسوقت ہم نے کشتی ڈلوائی تھی۔ وہ وقت مغرب کا تھا۔ اور پانی یہہ کہتا تھا۔ کہ آج برس کے پھر نہ برسوں گا۔ یہہ موقع و نظارا قابل دید تھا حالانکہ ہم ہمیشہ بحری سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور بڑے بڑے طوفان کا سامنا بھی کرنا ہوتا ہے۔ پر اس چھوٹے دریا چمبل پر ہمارے عقل ستعفی ہو کر بیٹھ رہی ؛ وجہ گھبرانے کی یہہ تھی۔ کہ ہم اپنے غم کے دریا میں غوطے کہا رہے تھے۔ دوسری طرف دہقانی ملاحوں کا حال دیکھ کر پریشانی پیدا ہوتی تھی کہ جو دریا کی نبض کو مطلق نہیں پہچانتے تھے۔ اور نہ ہوا کے رخ کو جانتے تھے ؛ علاوہ ازیں کشتی پر تمام ایسے بیٹو لوگ تھے کہ جو عقل کے پیچھے لٹھہ باندھے پھرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ کشتی ڈوبنے کا احتمال ہے۔ فوراً یوں چلانے لگے۔ کہ "بولو گھٹوریا بابا کی جے" اس وقت ہم بھی بیدار ہوئے اور اپنے منجی مسیح کی جانب دیکھا۔ جو فرماتا ہے۔ کہ "ڈرو مت میں ہوں" اور اُس وقت جب ہم نے اُس دو قوعہ پر نظر ڈالی۔ جس وقت کہ ہمارے نجات دہندہ نے دریا کو ڈانٹا تہا اور وہ تھم گیا تہا۔ تو دل خوشی سے معمور ہو گیا ؛ بعد اس کے ہمنے آسمان کی جانب آنکھیں اُٹھائیں۔ اور ہندوستانی زبان میں دعا کی۔ تاکہ وہ لوگ سمجھ سکیں ؛ اُس سرور کائنات نے ہماری دُعا کا جواب دیا۔ اور آٹھ بجے شب کو ہماری کشتی بخیریت پار لگ گئی ؛ شب کے وقت ہم مدرسہ کا مینتھہ میں جا ٹھہرے اور تمام شب دعا و نماز میں گذرائی ؛ صبح ہوتے ہی دریائے جمنا کو بآسانی عبور کیا۔ اور شہر اٹاوہ میں داخل ہوئے ؛

❊

شہر اٹاوہ

یہہ شہر درمیان ضلع آگرہ و ضلع کانپور- دریائے جمن کے شمالی کنارے پر آباد ہے- اور اس کا دوسرا نام مولانگر ہے:- جو لوگ اخباری دنیا میں بود و باش کرتے ہیں- اُن پر آشکارا ہے- کہ ۱۹۱۲ء میں اسی شہر میں محرم و رام لیلا کی تقریب میں ایک ایسا بلوہ ہوا تھا- کہ جو تواریخ کے اوراق میں جگہہ پانے کے قابل ہے:- اُس وقت محمدی لوگوں کے ایمان کی قلعی کھل گئی تھی- یعنی جس وقت کہ یہہ حکم نافذ ہوا تھا- کہ تمام محمدی پکڑے جاویں- اور جو کوئی کسی محمدی کو پکڑ کے لائیگا وہ انعام کا مستحق ہوگا- اُسوقت اہل ہنود اپنے ہمراہ انگلش سولجروں کو لئے ادہر اُدہر محمدیوں کو تلاش کرتے پھرتے تھے- پس محمدیوں نے اپنی شہادت کا ثبوت اس طرح پر دیا- کہ گلوں میں پھولوں کے ہار ڈال لئے:- اور پکار پکار کہنے لگے- کہ ”بولو سیا ور رامچندر کی جے“:- پر یہاں کے ہندو بھی خوب چالاک تھے فوراً ان لوگوں کو پکڑ لیتے تھے- اور رکھتے تھے- کہ چوٹی دکھلاؤ جس کے سر پر چوٹی نہ پاتے تھے- اسے مارتے- گھسیٹتے ہوئے کوتوالی میں لاتے تھے:- (اس بلوہ کی نسبت مفصل حالات جاننے کے لئے ”رام لیلا ناٹک اٹاوہ“ ملاحظہ کیجئے) اس جگہہ کئی ایک سرکاری عمارتیں مسٹر ہیوم کی بنوائی ہوئیں قابل دید ہیں:- یہاں ایک قلعہ دریا جمن کے شمالی کنارے پر واقع ہے- جسکو یہہ لوگ کہتے ہیں- کہ آلا اودل کے زمانہ کا ہے- اور آلا کے باپ نے اسے ایک تلوار سے بنایا تھا:- یہاں چند سال گذرے ایک باباجی سے اکٹھے ہو گئے ہیں جن کی نسبت یہہ روایت ہے- کہ وہ دریائے جمن پر چلتے تھے:- آجکل اُنکے چیلوں کی یہاں پوجا کرتے ہیں:- اس شہر میں امریکن پرسبٹیرین مشن عرصہ ۳۰ سال سے اپنا کام کر رہا ہے- بیچ شہر میں متصل ہیوم ہائی سکول ایک گرجا گھر بنا ہے:- اس گرجا گھر کے احاطہ میں بازاری منادی کے لئے ایک عجیب چبوترہ بنا ہوا ہے- جو کہ قابل دید ہے:-

انگلش مشنری حضرات کے پہاڑ پر ہونے کی وجہہ سے ہم ہندوستانی مسیحیوں سے نہ مل سکے:- یہاں کے اہل ہنود و اہل اسلام نے ہم سے کہا- کہ صاحب یہاں ایک بڈھا کتب فروش عیسائی ایسا پکا ہے- کہ وہ علاوہ مسیحی مذہب کے اور دیگر مذاہب کی منادی کبھی نہیں کرتا ہے- صرف یہی بکتا رہتا ہے“- کہ ”پربھو عیسیٰ مسیح کو قبول کرو- ورنہ ہلاک ہو گے“:- ابھی تازہ ایک ماجرا گذرا ہے- وہ خالی از دلچسپی نہیں- یعنے کانپور کی دیبی نے چاہا کہ مسٹر ہیضہ کو اٹاوہ میں بھیجیں- اسپر اٹاوہ کی مشہور دیبی کالے بھین نامی نے انکار کیا- اس بات پر دونوں دیبیوں میں خونخوار جنگ ہوا- آخرش اٹاوہ کی دیبی فتحیاب ہوئی- اس وجہہ سے اٹاوہ میں ہیضہ کا زور کم رہا:- بعد ازاں دیبی مائی کی مرمت ہونے لگی:- دیبی کے پنڈوں نے دیبی کے پیچھے سے ایک ایسی نلی لگائی تھی کہ جس میں سے دیبی کے سر سے خون نکلتا تھا- اور لوگوں سے کہتے تھے- کہ پاس مت آؤ کیونکہ دیبی مائی کا سر پھوٹ گیا ہے- اس وجہہ سے غصہ میں کہیں تم لوگوں کو نہ کھا بیٹھیں- اس ضلع کے بت پرست لوگوں سے بڑھکر آگرہ کمشنری میں کوئی ضلع نہیں ہے مثال کے لئے ضلع ہذا میں ایک ہزاری مہادیو موجود ہیں جس کے ہزار سر ہیں- یہہ بات ہم نے ضلع اٹاوہ کے جغرافیہ میں دیکھی ہے:- جغرافیہ کے ہنومان بڑے کلا دہاری کہلاتے ہیں- جب پانی نہیں برستا ہے- تب یہہ لوگ مسٹر ہنومان کے منہہ میں گوبر بھرتے ہیں- اور پانی برسنا شروع ہو جاتا ہے:- بعد ازاں ہم کانپور کو چلد ئے- اور یہاں اپنے سالے کی تلاش میں مصروف رہے:- اور شب کے وقت اٹاوہ واپس آگئے:- دوسرے روز روتے مرتے صوبہ بھنڈ میں پہنچے- اور اب سالے کی مفارقت شب و روز چین نہیں لینے دیتی ہے:- ناظرین سے دست بستہ التماس ہے- کہ آپ خداوند عیسیٰ سے دعا کریں- کہ وہ آپ کے وقائع نگار کو بحر مفارقت سے جلد نکالے- اور عزیز مذکور کو زندہ واپس لاوے- آمین- راقمہ سفری وقائع نگار- صوبہ بھنڈ

ہمارے اڈیٹر و معاصرین و وقائع نگاروں کے فرائض

خداوند میں پیارے مسیحیو-

آداب عرض- خاصکر آج آپکی خاطر ان سطور کو رقم کرتے ہیں- اور آپکی ذات مبارک سے اُمید رکھتے ہیں- کہ ہمارا لکھنا بے سود نہ ہوگا:- آپ عرصہ دس ماہ سے ہمارے آرٹیکلس پڑھ رہے ہیں- اور معلوم کیا ہوگا- کہ ہم نہ کوئی مشنری ہیں- اور نہ کسی مشن سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں بجز اس کے- کہ مسیحیوں سے ہمدردی ہے خواہ وہ کسی ملک کے ہوں:- ہم ایک سیاح ہیں- ہم نے ہندوستان کے انگریزی- بنگالی مرہٹی ہندی- اردو اخبارات کو دیکھا- پر ہندوستانیوں کے لئے جیسا اخبار نور افشاں کو مفید پایا- ویسا کسی اخبار کو نہ دیکھا:- بلحاظ کاغذ- چھپائی- مضمون آرائی- یہہ اخبار قابل تعریف ہے اور قیمت برائے نام ہے:- ایسا اخبار ملنا بہت ہی مشکل ہے:- ہم ہر اتوار کو مورننگ سروس میں نور افشاں کے اڈیٹوریل کو پڑھتے ہیں:- اڈیٹوریل کے مضامین ہر مسیحی کے واسطے پُر نصیحت ہوتے ہیں- جس سے اڈیٹر کی جانفشانی اور عرق ریزی ظاہر ہوتی ہے:- یہاں پر ہمکو ساتھہ افسوس کے ظاہر کرنا پڑتا ہے- کہ آپ لوگ نور افشاں کی ترقی کے لئے کوشش نہیں کرتے:- اگر آپ ایک ایک خریدار کھڑا کر دیں- پھر دیکھئے یہی نور افشاں تمام ہندوستان میں چمکتا ہوا دکھہ پڑے- اور منیجر صاحب اُس وقت ضرور ۴ صفحے اس کے اور بڑھا دیں گے:- ہم بھی اس کے خریدار بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں- اور ہمیں اُمید قوی ہے- کہ ہماری محنت بیفائدہ نہ جائیگی +

الراقم

سفری وقائع نگار- صوبہ بھنڈ

معاصرین و وقایع نگاروں کے فرائض

اوّل قبل اس کے کہ آپ کوئی آرٹیکل قلم بند کریں- بہتر ہے- کہ خداوند عیسیٰ سے مدد طلب کریں-

دوّم مذہبی چھیڑ چھاڑ میں کسی کی دلشکنی نہ ہونے پاوے- ایسا نہ ہو کہ نتیجہ بُرا نکلے +

سوّم پولیٹیکل مذاق میں قوانین کو مدِ نظر رکھا کرو- نہ ہو کہ گورنمنٹ تمہارے خلاف ہو +

چہارم- اگر مسیحی مذہب کی نسبت کوئی بات ہو تو اُسے اس طرح پر ظاہر کرو- کہ غیر اقوام کے ٹھوکر کا باعث نہ ہو:

پنجم آرٹیکل میں کوئی بحث ہو- پر آخر میں مسیحی مذہب کی تعلیم ضرور نکالدو-

ششم اگر واقعات لکھنا منظور ہیں- تو صرف چشم دیدہ لکھا کرو-

ہفتم کسی کے بہت پیچھے مت پڑا کرو جیسے کہ آجکل ہمارے مرزا قادیانی کے پڑ گئے ہو:

ہشتم خبر عجیب اور صحیح دیا کرو- تاکہ تمہارے اوپر کوئی دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند قایم نہ کرے:

نہم غزلیات اِدھر اُدھر دیوانوں کو دیکھ کے مت لکھا کرو +

دہم کاغذ پر ایک طرف خوشخط لکھا کرو- اور وزنی آرٹیکل بصیغہ بک پوسٹ بنام اڈیٹر صاحب ارسال کیا کرو:

ہمیں اُمید ہے- کہ ہمارے پیارے بلکہ دولارے رسیلی میں اڈیٹر صاحب و دیگر معاصر و وقایع نگاران ضرور اس طرف متوجہ ہونگے اور سب مل کے اپنا اپنا علم خداوند عیسیٰ کے جلال کے لئے دکھادیں گے- آمین-

راقم

سفری وقایع نگار- صوبہ بھٹنڈ

تب وہ زمین پر گر پڑا- اور اُس نے ایک آواز سُنی جو اُسے کہتی تھی اے ساؤل- اے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ +

یہ بات مسلمہ ہے- کہ انسان اندھا دھند بجوش حرارت طبعی بہت افعال ایسے کر بیٹھتا ہے جو بوقت سنجیدگی عقل کبھی نہ کریگا- اور اسی وجہ سے بسا اوقات انسان کو اپنے افعال کے لئے نادم و پشیمان ہونا پڑتا ہے: علیٰ ہذالقیاس انسان کی طبع مذہبی میں جو کچھ ہمکو بطور ورثہ اپنے آبا و اجداد سے ملا ہے وہ ہمارے لئے ایک ایسی نقدی بن جاتی ہے- اور روزمرہ کا کام کاج اس سے نکلتا رہتا ہے کہ بغیر اُس کے روزانہ جمع خرچ ہو نہیں سکتی: آبائی مذہب نے ہمارے رگ و ریشہ میں اپنا ایسا سکہ جمایا ہوا ہے- کہ ہماری فطرت کے ڈھانچے میں صرف اُسی کا خاکہ اُترا رہتا ہے- اور اُسی کی چھاپ ہمارے اوضاع و اطوار کو رنگ دیتی رہتی ہے: یہی وجہ ہے- کہ جب کبھی ابائی مذہب کی مزاحمت کی جاتی ہے- یا اُس کو ترقی پذیر علم کی کسوٹی پر رکھا جاتا ہے- اور وہ تختہ مشق اعتراضات بن جاتا ہے- تو لوگوں کا تعصب بھی بڑھتا جاتا ہے: اور وہی تعصب ایک مرض تشنگ انسل کی آنکھوں کو پردہ ظلمت رکھتا ہے- اور تا صداقت رسائی نہیں دیتا اور جو کچھ کہ وہ دیکھتا ہے اُلٹا ہی دیکھتا ہے- کیونکہ تعصب کی عینک آمیزش سے خالی نہیں ہے: اور جبکہ میلان طبیعت آبائی مذہب کیطرف ہوتا ہے- تو وہی دل پسند و مرغوب طبع ہوتا ہے +

میرے عزیز وہی حال ساؤل کا تھا- اُس نے تحصیل علم میں بہت کچھ شرف حاصل کیا تھا- اور علم یونانی و عبرانی میں پورا پورا ماہر تھا: اُس کو اپنی قوم کے ساتھ ایک خاص محبت و ہمدردی بھی اور اپنے آبائی مذہب کے لئے اس کی طبیعت جوش زن تھی جب اُس نے دیکھا- کہ ایک جدید فرقہ یعنی اہل یہود سے علیحدہ اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے- تو نہایت ہی غیرت میں آگیا- اور بے دیکھے اور سوچے ہمہ تن اُس کی معدومیت پر کمربستہ ہوا- اور یہانتک ولولہ بڑھا کہ دمشقیوں کے کانوں تک اُس کے خونریز دل کی آواز پہنچی جو وہیں پر یہ واقعہ گذرا جو بطور سند کے اوپر مندرج

ہے+ میں اُس آیت کے متعلق خاص کر اُن تعلیم یافتہ اشخاص کی جانب مخاطب ہوتا ہوں جو مسیح کو نہ صرف رد کرتے ہیں- بلکہ ستاتے بھی رہتے ہیں: آپ ضرور پوچھینگے- کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ پہلی بات اس کے متعلق یہ ہے- کہ ہر ایک خاص و عام پر واضح ہو کہ ہمارے مذہب کا دار و مدار اس وقت میں جیسا کہ وہ ہر زمانے میں رہا ہے- اور رہیگا- خداوند مسیح خود ہے- جو زندہ اور ہمارے درمیان موجود ہے- اس حقیقت کو ہرگز ہرگز نہ بھولئے- کہ مسیح اب موجود ہے- اُس کا کلام جو کتاب میں درج ہے محض لاطایل ہوگا اگر خداوند مسیح خود اپنی روح پاک کے ذریعے سے ہمارے ذہنوں کو منور نہ کرے تاکہ وہ کلام ہمارے الواح دل پر منقوش ہو جاوے + قرآن- گرنتھ یا وید کے سمجھنے کے لئے اُن کے بانی و مبانی کے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے + مگر بائبل کے سمجھانے کے لئے جیسا مسیح نے خود کہا ہے اُس کی روح کی ضرورت ہے: وہ خود جس نے "اپنے مرنے کے بعد اپنے آپ کو بہت سی قوی دلایل سے زندہ ثابت کیا"- اپنی نسبت کہتا ہے- کہ "دیکھو میں اب سے ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" متی ۲۸- ۲۰ اس کلام کی حقیقت ہمارے تجربے سے ظاہر ہو سکتی ہے: چنانچہ اوّل ہم مسیح کے حواریوں کے تجربے کو دیکھیں- کہ پیشتر نزول روح پاک مسیح کے شاگردوں کا کچھ اور ہی حال تھا- اور من بعد کچھ اور- حتے کہ انہوں نے مسیح کے فعل کو دیکھ کر اور اُسکے کلام پر باور کرکے اُس کی اطاعت منظور و قبول کی تھی: مگر تاحال انجیل کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے- کہ وہ مسیح کے خاص مقصد سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے- بلکہ اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی- کہ مسیح دنیاوی بادشاہت کرے گا- اور یہودیوں کا ستارہ اقبال پھر چمکے گا- بلکہ زیادہ مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے- کہ شاگردوں میں خود غرضی کی بو سمائی ہوئی تھی- بلکہ باہمی نفاق میں اُلجھے ہوئے تھے- کہ کون ہم میں سے مسیح کی بادشاہت میں بڑا ہوگا: حتی کہ دو شاگردوں کی ماں اُن کو مسیح پاس

لائی۔ اور یہہ عرض کی۔ کہ خداوند کی بادشاہت میں ایک اُن میں سے اُس کے دہنے ہاتھہ۔ اور ایک بائیں بیٹھے :: اور جب عنقریب مصلوب ہونے کے اُس نے اُن پر یہہ بات کھول کر ظاہر کی۔ کہ اُس کی بادشاہت آسمانی ہے۔ اور اس دنیائے فانی میں اُس کا مرنا بھی ذلت و رسوائی سے ہوگا۔ تو وہ مایوس ہوکر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ بلکہ پطرس بھی مخل ہوا۔ اور کہا کہ اے خداوند یہہ بات تجھہ سے دور ہو۔ یعنی مرنے کا ذکر نہ کر :: چنانچہ جب مسیح مصلوب ہوا۔ تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک بھی نہ تھا جس نے اُسکا ساتھہ دیا :: تن تنہا اُس نے دکھہ و مصیبت کو جھیلا۔ اور حالانکہ مسیح نے اُن پر یہہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ تیسرے دن قبر میں سے جی اُٹھیگا۔ مگر وہ نہ سمجھے :: اور جب مسیح قبر میں دفن کیا گیا۔ تو اُس وقت پر شاگردوں کی موجودگی کا کلام میں کم ذکر ہے۔ غالباً وہ اپنے اپنے گھروں کو یاس و حسرت میں مبتلا ہو کر چلے گئے :: البتہ تیسرے دن جبکہ وہ جی اُٹھا اُس کے دو شاگردوں کا ذکر ہے۔ یعنی یوحنا و پطرس کا :: لکھا ہے۔ کہ وہ دونوں اُس طرف گشت لگا رہے تھے۔ اور مغموم تھے۔ گویا اُمید منقطع جاتی رہی تھی محض محبت و ارمان باقی رہا تھا۔ مگر اُس کے جی اُٹھنے کا یقین دل میں نہ تھا +

ناظرین ذرا غور کیجئے۔ کہ اگر مسیح کا کام اُس جگہہ بھی۔ یعنے صلیب تک ہی ختم ہوجاتا۔ اور وہ مُردوں میں سے نہ جی اُٹھتا۔ اور اُس کے صعود فرما ہونے کے بعد روح القدس نازل نہوتی۔ تو اُس کے حواریوں میں سے ایک بھی نہوتا۔ جو اس مذہب کی اشاعت و تلقین کرتا + بدھہ نے اپنی زندگی میں اپنی تعلیم کو پھیلایا اور کچھہ کامیاب ہوا + محمد نے اپنے ایام حیات میں بزور شمشیر اپنی تعلیم کو فروغ دیا :: مگر مسیح نے جو چند شاگرد اپنی عین حیات میں کئے تھے۔ وہ اُس کے مرنے سے پہلے ہی ہمت ہار بیٹھے تھے۔ اور اگر وہ نہ جی اُٹھتا۔ اور اُن کا ساتھہ نہ دیتا۔ تو غیر ممکن ہے۔ کہ اُس زمانے میں جبکہ یہودیوں کی تیغ تعصب بے روک ٹوک جھوم رہی تھی۔ اور رومیوں کی گمرہیوں نے ایک عالم کو عالم ظلمت میں ڈال رکھا تھا۔ اُس کے شاگردوں کو یہہ جرأت و تاب ہوتی کہ مسیح کا چرچا کریں :: اور بالفرض کرتے بھی تو کس بات کا؟ کیونکہ اُن کے تواریخی حال سے تو بخوبی نمایاں ہے۔ کہ اُن کی اُمید خاک میں مل گئی تھی + مگر دیکھئے کہ مسیح کے جی اُٹھنے اور اُس کے صعود فرما ہونے کے بعد۔ اور روح القدس کے نازل ہونے سے اُن کی کیفیت کچھہ اَور کی اَور ہی ہوگئی :: پطرس ہی کو دیکھہ لیجئے۔ اعمال ۲ باب اُس کی پہلی تقریر مسیح کی مصلوبیت۔ اور اُس کے جی اُٹھنے کی نسبت ہے۔ کیا یہہ عجیب بات نہیں ہے۔ کہ اول ہی اول پطرس کے منہہ سے صلیب کی تعلیم نکلے :: کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ "اے خداوند یہہ بات تجھہ سے دور ہو"۔ اور اس موقعہ پر اُس کی مقدم تعلیم مبدا کفارہ ہو :: تم پوچھوگے کہ اب پطرس کو کیا ہوا؟ وجہہ صاف یہہ ہے۔ کہ خداوند مسیح نے اپنی روح القدس کی معرفت اُس کے دل کو منور و مطمئن کیا۔ اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں :: پھر دیکھئے تیسرا باب اعمال پطرس اور یوحنا اکٹھے ہو کر ہیکل میں دعا مانگنے گئے کچھہ مدت ہوئی تھی کہ نہ اُن میں اتفاق تھا۔ مگر اب وہ باہم آغوش ہو کر ہیکل میں دعا مانگنے گئے۔ اُن کی دوستی کی گرہ اب مضبوط کا نشمی گئی۔ حتیٰ کہ تا دم مرگ وہ دو تو جدا نہیں ہوئے :: کیا سبب ہے؟ ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ مسیح نے ان کی آنکھیں منور کیں۔ اب ساولوس کی طرف دیکھو۔ کہ وہ یروسلم کی بڑی اہل علم کونسل کا ممبر تھا :: یونانی و عبرانی میں صاحب ثروت و رتبت۔ اپنے آبائی مذہب کی تلقین و اشاعت میں کمال درجہ کا سرگرم :: مگر اُس آواز کے سنتے ہی "اے ساولوس اے ساولوس تو مجھے کیوں ستاتا ہے" اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اُس نے مسیح کو دیکھا۔ اور اُس کا صادق مقلد بنا :: کیا ساولوس عالم نہ تھا؟ لیکن دیکھو وہ فلپیوں کے خط۔ تیسرا باب ۷ آیت میں یہہ لکھا ہے "کیونکہ جتنی چیزیں میرے نفع کی تھیں۔ میں نے انہیں مسیح کی خاطر نقصان سمجھا۔ بلکہ میں اب بھی اپنے خداوند مسیح یسوع کی پہچان کی خوبی کے سبب سب کچھہ نقصان سمجھتا ہوں اپنے اُس حقیقی عرفان کو پایا" جو اُن کے لئے جو اعتقاد لانے میں نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ اور اُن کے لئے جو اعتقاد نہیں لاتے بیوقوفی ہے :: یہی تجربہ کلیسیا کی تواریخ میں کل گذشتہ مسیحیوں کا پاؤگے۔ اور اور یہی تجربہ آجکل ہندوستانی مسیحیوں کا ہے۔ یعنے اُن مسیحیوں کا جو مسیح کے پورے معتقد ہیں :: اگر مسیح اس وقت بقول خود ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔ تو ہمارا اعتقاد بے ثمر ہے۔ اور ہمارا مذہب ہیچ و پوچ ہے۔ اور غیر ممکن ہے۔ کہ ہم چند معدود مسیحی ہندوستان میں ایک گروہ کثیرہ کے ساتھہ جو علم و تہذیب کا دم بھرتے ہیں کچھہ مقابلہ کر سکیں۔ اور نہ ہمکو چنداں اشتیاق ہو۔ کہ اپنے مذہب کا پاس کریں۔ اور اُس کی تلقین کا ڈنکا بجائیں۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ اپنی فطرت اصلی میں ہر ایک کو حرف غرض ہی کی سوجھیگی۔ اور جس کا راج اُسی کا راگ ہمارا انفاقی اصول ہوگا۔ مگر اُس کے برعکس کیوں حقیقی عیسائی اپنے آپ کو علیحدہ رکھتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی مذہبی خیر خواہی کے لئے ساعی رہتے ہیں؟ اس کی وجہہ یہہ ہے۔ کہ مسیح ہمارے درمیان موجود ہے۔ اور ہمکو مایوس ہونے نہیں دیتا اور اپنے میں سے ہم کو دیتا ہے۔ یعنی محبت۔ سچائی۔ رحم دلی۔ فروتنی وغیرہم جو روح کے پھل ہیں :: بالآخر دو حرف اتنا کہنا باقی ہے۔ کہ بہت تم میں سے ایسے ہیں جو مسیح کے کلام و کام سے بے بہرہ و نامحرم نہیں ہیں۔ مگر تاہم اُس کو ستاتے ہیں :: کیا تم میں سے ایک بھی اُس کی کیفیت زندگی میں نقص یا دھبے کا سراغ لگا سکے گا؟ کیا تم اُس کی تعلیم سے دنگ و ششدر نہیں ہوئے ہو؟ کیا اس کی محبت نے بار ہا تم پر ستم نہیں ڈھایا؟ کیا اُس کی پاکدامنی و معصومیت نے تمہارے سنگ دلوں کو مثل موم نہیں بنایا؟ کیا تم قائل و مقر نہیں ہوئے۔ مگر تس پر بھی تم اُس کے درپے رہتے ہو اور قسم قسم کی حجتیں کرتے ہو۔ تثلیث و کفارہ کے مسائل کو علی الدوام میزان عقل تولتے رہتے ہو۔ اور بے شمار عذر و بہانے سے اُس کی مرضی سے اعراض کرتے ہو۔ اور گمراہی کی دلیل میں مبتلا و مستغرق رہتے ہو :: کیا یہہ اسکو ستانا نہیں ہے؟ مکاشفات میں مندرج ہے۔ کہ "دیکھہ میں دروازے پر

کھڑا ہوں۔ اور کھٹکھٹاتا ہوں" وہ تمہارے دلوں میں اپنا مسکن چاہتا ہے۔ مگر تمہارا تعصب محبت آنے کے مانع ہے۔ اور تمہاری معنوی آنکھیں حقیقی ضیاء سے محروم ہیں کہ تم کتب مقدس کے بھیدوں سے کما ینبغی بہرہ اندوز ہو۔ اس لئے تم اُس کو ستاتے رہتے ہو۔ اور اپنے بہانوں و حیلہ سازیوں سے اس کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتے۔ کاش کہ تم اُس کا سلوک جو تمہاری طرف ہے۔ اور تمہارا سلوک جو اسکی جانب ہے بصارت قلبی سے بلا تعصب دیکھ سکو۔ جس وقت مسیح صلیب پر کھینچا گیا۔ تو ہر ایک اشرار و فاجر و ریاکار و چور و خونی مکار و دغاباز شوقی ظالم دروغگو شرابی حرامی وغیرہ وغیرہ سے محصور تھا۔ وہ اپنی شیریں جان انہی کی خاطر قربان کر رہا تھا۔ مگر اُن کے سلوک اور اُس کے سلوک کی طرف دیکھو۔ وہ تو یہہ دعا کرتا تھا۔ کہ "اے خداوند اِن کو معاف کر۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" اور وہ لوگ اُس پر لعنت کر رہے تھے۔ یہی حال آج کل ہے۔ کاش کہ اے نوجوانو ذرا چشم بصیرت سے دیکھو کہ تم کس کو ستا رہے ہو۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ

احقر گوکل ناتھ

واقعات اور رائیں

زنانہ مشنری لیڈیاں

سنڈے میگزین میں ریورنڈ اے آر کیلنڈ "میدان مشن میں زنانہ کارروائی" پر تحریر فرماتے ہیں "جو کام عورات نے مشنریوں کی طرح سے کئے ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے اس کام میں اپنی جانوں کو نذر کر دیا ہے۔ پہلے پہل ایک کنواری عورت چرچ مشنری سوسائٹی نے ۱۸۲۰ء میں باہر روانہ کی تھی ۱۸۶۳ء میں ایسی لیڈی مشنریوں کی تعداد صرف ۱۵ تھی ۱۸۹۳ء میں یہہ تعداد ۱۴۰ تک بڑھ گئی زنانہ اور مردانہ مشنریوں کی تعداد میں ۱۸۷۳ء میں نسبت ۱/۸ کی تھی اور عورات کی تعداد نے اس قدر جلد ترقی کی کہ ۱۸۹۳ء میں یہہ نسبت ۱/۲ ہو گئی۔ اسی سوسائٹی کی دیسی زنانہ معلموں کی تعداد ۱۸۷۳ء میں ۳۷۵ تھی اور ۱۸۹۳ء میں ۹۵۲ تک ترقی کر گئی ۱۹۰۲ء میں تمام پروٹسٹنٹ مشنری سوسائٹی کے زنانہ کارکنوں کی تعداد ۲۵۰۰ تھی۔ زنانہ مشنریوں کا مجموعہ مردانہ مشنریوں کی تعداد سے ایک ہزار زیادہ تھا + (عام)

جیلخانے سے محبت

کیسا کچھ افلاس ہمارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور نیز اخلاقاً کم درجے کے لوگ خراب ہوتے جاتے ہیں کہ ایسے مجرمان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے جن کو آزاد رہنے کے بجائے جیلخانہ میں اپنے ایام زندگی گذارنے خوش معلوم ہوتے ہیں فرخ آباد میں ایک شخص نے ایک بہشتی کے یہاں چوری کی۔ مقدمہ قایم ہوا تو معلوم ہوا کہ کئی مرتبہ کا سزا یافتہ ہے سیشن جج کے سامنے کمبخت نے جا کر عذر کیا کہ چوری اس باعث کی کہ کھانے کو نہیں ملتا۔ مزدوری کر سکتا تھا کہ قوی اور جوان تھا۔ سیشن جج نے ۱۰ سال کی قید سخت سنائی اور حضرت خوشی خوشی جیلخانہ کو چلے گئے +

مذہبی فساد

ہائی کورٹ مدراس نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی مسجد کے محاذ میں صرف باجا بجانا جرم نہیں ہے۔ مگر جب مسلمان نماز میں مصروف ہوں اور ان کی کارروائی میں ہرج واقع ہو تو یہہ جرم ہے۔ اس فیصلہ نے اہلکاروں میں عجیب کھلبلی مچا دی ہے۔ اور ہائی کورٹ کا فیصلہ اس امر کو بخوبی واضح کریگا کیوں پونہ کے مسلمانو نے آدھی رات کے وقت اس مسجد میں قرآن خوانی شروع کی جس سے گنپتی جلوس کو گذرنا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ اُن مسلمانوں نے آدھی رات کے غیر معمولی وقت میں قرآن خوانی کی رپورٹ پولیس کو دیدی تھی اور جلوس مذکور کی آمد کے منتظر رہے۔ اور جب یہہ قریب آیا تو مسلمانوں نے باہر نکل کر باجہ بند کرنیکو کہا۔ ہندوؤں نے ایسا ہی کیا مگر ایک ہارمونیم بجتا رہا جس سے مسلمانوں نے بہانہ پا کر ہندوؤں کو پیٹنا شروع کیا۔ ہندوؤں کے شہر پونہ میں مسلمانوں کا فساد کرنا عجیب بات ہے۔ مگر یہہ معما اس خیال سے حل ہوتا ہے کہ وہاں ہندو بیچارے بہت سختیاں برداشت کرتے ہیں اور انگلی نہیں ہلاتے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو پولیس کی مدد کا بہت بھروسہ ہے۔ اور جب ہندو اِن کی حفاظت کے واسطے دوڑے جن پر مسلمانوں نے حملہ کیا تھا تو یہہ بلوہ کی صورت پیدا ہوئی۔ جس کے واسطے معزز و مقتدر ہندوؤں کی عزت اور رسوخ ملیا میٹ ہو رہا ہے +

(آفتاب پنجاب)

بے آئے قتل ہوئے

ضلع دہلی علاقہ سونی پت میں ایک حجام ہندو مع اپنی زوجہ کے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جا رہا تھا یعنے اُس گاؤں میں اُس کی برات تھی۔ ۱۲۔ اگست ۹ بجے چلا تھا اثنائے راہ میں ایک گاؤں جس کا نام جٹانہ ہے آیا تو وہاں کے زمیندار کا لڑکا زجوتو نام ۱۸ یا ۱۹ سال کی عمر اپنے مویشی چرانے کے لئے جاتا تھا۔ نامبردہ نے حجام سے پوچھا کہ تو کس گاؤں میں رہتا ہے اُس نے گاؤں کا نام نہ بتایا۔ صرف یہہ کہدیا کہ اپنے گاؤں میں رہتا ہوں۔ اس پر گالی گلوچ ہوئی اور حجام چلدیا جب ڈیڑھ میل کے قریب پہنچا تو ملزم نے پیچھے آ کر دو تین لاٹھیاں حجام کے ماریں کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر اُس کی زوجہ کو دھمکایا اور کل زیور غریب عورت کا اُتار لیا اور گنوں کے کھیت میں لے جا کر دوپٹہ سے پھانسی دی اور جان سے مار دیا اور لاش چھپا دی۔ قریب نصف شب ڈپٹی انسپکٹر کو جو قریب ایک گاؤں میں تھے اطلاع ملی کہ ایک شخص مضروب قریب المرگ پڑا ہے فوراً موقع پر پہنچکر بروشنی مشعل دیکھا تو معلوم ہوا کہ موضع ڈیرپور کا حجام ہے اُس کے وارث طلب کئے گئے

انہوں نے آکر کہا کہ اس کے ساتھ اس کی زوجہ بھی مع زیور تھی۔ پھر تلاش کرتے کرتے دس بجے دن کے لاش متوفیہ کی برآمد ہوئی اُس کی ایک ران جانوران صحرائی نے کہائی تھی مضروب کو پہلے شفاخانہ سونی پت بھیجدیا تھا۔ متوفیہ کی لاش بھی بھیجی گئی انسپکٹر صاحب اور ڈپٹی انسپکٹر پولیس مصروف بہ تفتیش ہوئے۔ مجرم گرفتار ہوگیا۔ جرم سے اقبالی ہے۔ زیور قیمتی للعہ کا جو ایک جگہہ پوشیدہ کیا تھا برآمد کر دیا۔ ملزم ہر بات سے اقراری ہے۔ مضروب زیر علاج ہے۔ یہہ بھی سنا گیا کہ عورت مقتولہ کو ۹ ماہ کا حمل بھی تھا +

ہندوستانیوں کی ایک خاص کمی

گیان پرکاش ہندوستان کے باشندوں کی ایک خاص کمی کا اس طور سے بیان کرتا ہے "ملکی۔ اخلاقی۔ اور علمی معاملات کی نسبت ہم لوگ بالکل بے پروا و بے غرض ہیں:۔ بات چیت یا لنترانی میں ہم ہندوستانی کسی سے کمتر نہیں ہیں پر جب کارروائی کا موقع آکر پڑتا ہے۔ تو پھر وہاں نظر نہیں آتے مجہولیت گویا ہمارا قلعہ ہے"

بقول مخزن مسیحی اس میں شک نہیں۔ کہ اس بیان میں سچائی ہے لیکن لوگوں کی اس حالت کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے جب کہ جڑ پر کلہاڑی نہیں رکھی جاتی:۔ یہاں ذات کی زنجیر نے لوگوں کو باندھ رکھا ہے۔ اور اُن میں طاقت باقی نہیں رہی کہ آزادانہ طور سے کوئی کام کر سکیں +

ہندو مذہب میں تبدیلی کی ضرورت

اخبار گلوری آف بمبئی اگرچہ رائے دیتا ہے۔ کہ ہندو مذہب میں تبدیلی ہونا چاہئے۔ مگر وہ ایسی تبدیلیوں کے خلاف ہے۔ کہ جن سے نئے فرقے کھڑے ہو جائیں جیسے برہمو سماج پرارتھنا سماج۔ آریہ سماج وغیرہ میں۔ اخبار مذکور کی رائے ذی علم ہندوؤں کی رائے کے موافق ہے۔ کہ مذہب میں باطنی تبدیلی ہونا چاہئے اَور اَور اخباروں کی بھی رائے ایسی ہی ہے۔ مخزن مسیحی لکھتا ہے کہ جس میں ہم مسیحی مذہب کی روشنی کا اثر دیکھتے ہیں۔ خداوند مسیح کی خمیر والی تمثیل اس ملک ہندوستان اور دیگر ممالک کے لئے صحیح ٹھہرتی ہے:۔ تھوڑے خمیر نے سب خمیر کر دیا:۔ ہندوؤں میں یہہ خیال کیونکر پیدا ہوا۔ کہ ہندو مذہب میں تبدیلی کی ضرورت ہے؟ یہہ انجیل کی روشنی ہے جو اس ملک کو روشن کرتی ہے:۔ ہندوؤں کی عقل روشن ہوتی جاتی ہے۔ اور انہیں روحانی چین حاصل نہ ہوگا جب تک کہ وہ مسیح کی روشنی میں نہ آویں" +

نانا راؤ باغی

۱۸۵۷ء کے مشہور باغی نانا راؤ کی گرفتاری کی افواہ نے جو پچھلے دنوں بمبئی میں پیدا ہوئی تھی لنڈن کے اخبار ٹائمز کو قہقہہ لگانے پر مجبور کیا ہے۔ نانا مذکور کی گرفتاری پر پچاس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار جاری کیا گیا تھا جو ابتک قائم ہے شاید اسی رقم کے حاصل کرنے کی خواہش سے کوئی بڈھا آدمی اپنے دوستوں کی امداد کی خاطر نانا بننا گوارا کرے جو خود تو گور میں قدم لٹکائے ہوئے ہو اور احقوں کو مدت مدید کے لئے آسودہ کر جائے۔ اخبار ٹائمز قدیم زمانہ کے معتبر حوالوں سے ثابت کرتا ہے کہ نانا راؤ انہیں ایام میں فوت ہوگیا تھا۔ ۱۸۵۹ء میں بہت سے مخبر اس کی تلاش میں چھوڑے گئے تھے اور تین مخبر جو ایک دوسرے سے ناواقف تھے پیاپے یہہ خبر لائے تھے کہ نانا دریائے گھاگرا کے پار بخار سے مرگیا ہے۔ اور اس کی لاش اُن جنگلات میں جلا دی گئی جو سرحد نیپال سے ملتے ہیں اور ترائی کے نام سے مشہور ہیں +

تجہیز و تکفین کی ایک عجیب رسم

جب کوئی پارسی مرجاتا ہے تو اس کے وارث ایک کتا اندر لاتے ہیں جہاں کہ نعش پڑی ہوتی ہے اور اُسے دکھلاتے ہیں ابتدا میں لوٹری کی آنکھوں والا لاتے تھے لیکن اب زرد رنگ کا کتا لایا کرتے ہیں زمانہ حال کے پارسی اس کے بارے میں کوئی عمدہ تشریح نہیں کر سکتے بعض تشریح کرتے بھی ہیں مگر کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی اصلیت بابل کے کتوں ہی سے لگی ہے جنہیں ملک الموت خیال کرتے ہیں جس کے پاس دو کتے ہیں جو زمین میں ان کو سونگھنے کے لئے جاتے ہیں جنہیں موت کے لئے تیار رہنا چاہئے اور بعد ازاں ان کے روحوں کی حفاظت کر کے عدالت گاہ میں لیجاتے ہیں اور بد روحوں سے ان کی خبرداری کرتے ہیں غالباً اسی واسطے پارسی اپنے گھروں میں کتے پالنے لگ گئے ہیں تاکہ وہ پائے کتوں کے سود و عنایت نہیں اور جب ان کے گھر سے کوئی مرجاوے تو اس آخری خطرناک دن کو اس کے کام آویں +

انگلستان میں مذہبی پابندی:۔

کہنے کو کہا جاتا ہے کہ انگلستان میں مذہبی پابندی نہیں مگر در اصل پوری مذہبی پابندی ہے چنانچہ۔ ایک انگریزی اخبار میں مسٹر گلیڈسٹون نے حال میں اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ مجھے ۶۰ برس خدمت ملک کرتے گذرے ہیں اس عرصہ میں ۶۰ اعلیٰ درجہ کے ذہین اور قابل شخصوں سے سابقہ ہوا ان ۶۰ میں ۵۵ تو بڑے پابند مذہب تھے اور ۵ گو اپنے تئیں بہت پابند نہیں ظاہر کرتے تھے مگر لامذہب بھی نہ تھے:۔

اگر ہم انصاف سے کہیں تو ہندوستان میں فیصدی دس شخص بھی ایسے نہیں جو اپنے مذہبی اصول کے پابند رہنا اصول سمجھیں + (اخبار وفادار)

قمار بازی کی شکایت

شہر پشاور اور صدر بازار کیمپ پشاور میں گیارہ جگہہ بموجب تفصیل ذیل قمار بازی علم کھلا ہوتی ہے۔ پشاور ۹ جگہہ کیمپ پشاور ۲ جگہہ جنکی اطلاع پولیس کو بخوبی ہوگی مگر تعجب ہے کہ اُن کا کوئی انتظام نہیں ہوا +

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

مدراس کے علاقہ جیپور میں ایک کالج زراعتی وصنعتی تعلیم کے لئے قایم ہوگا۔ اس کالج کے لئے وہاں کے راجہ صاحب نے بالفعل ایک لاکھ روپیہ دیا ہو۔ اور بھی ایسے مدارس کی ہر کہیں بڑی ضرورت ہو +

جرمنی میں ایک عظیم سازش سوشیلسٹ کی بابت ارنبام ہوئی ہو جس میں افسران فوجی شامل ہیں۔ ۱۰۰ فوجی افسر ۲۹ ستمبر کو گرفتار کرکے مجبر گ (رسکنی) کو بھیجے گئے ہیں ؛

مشرقی علماؤں کی عالمگیر کانفرنس کا دسواں سالانہ جلسہ امسال جنیوا۔ (فرانس) میں کیا گیا۔ اس میں چودہ گورنمنٹوں ۵۷ یونیورسٹیوں اور علمی مجالس کی طرف سے ڈیلیگیٹ آئے تھے +

جنگ کوریا کی پیچیدگی پر غور کرنے کے لئے لنڈن کی مجلس کیبینیٹ طلب کی گئی ہو۔ تمام وزرا باہر سے بلوائے گئے ہیں کہ سوچیں کیا کرنا مناسب ہو کیونکہ معاملہ بہت نازک ہو +

شنگھائی سے خبر آئی ہو کہ چینی سپاہی خراب سامان سے مجبور فوجوں سے بھاگ رہے ہیں۔ جاپان میں سخت جوش ہو کہ جنگ جاری رہے اور پیکن دار الخلافہ چین پر حملہ اور قبضہ کیا جاوے +

چینی فوج نے کوریا کو بالکل خالی کر دیا۔ وہ جاپانی سپاہ کو داخلہ منچوریا سے روکیں گے۔ تازہ خبر ہو کہ جاپانی بیڑہ جہازات کے مقام تہادنش ہیون لے لیا ہو اور منچوریا کے مقام رسیجو پر قبضہ کر لیا ہو +

چین میں جنگی اخراجات کے لئے تمام عہدہ داروں کی تنخواہیں بقدر ایک ثلث گھٹا دی گئیں۔ چینیوں نے کمدون کے عظیم الشان شاہی خزانہ کو جس پر جاپانیوں نے دانت لگا رکھا تھا دوسرے مقام پر منتقل کر دیا +

جنگ چین و جاپان کے متعلق ہانگ کانگ میں برٹش فوج اضافہ کی جائیگی۔ اُس جانب برٹش مقبوضات کی حفاظت کے لئے خاص انتظام کا حکم دیا گیا ہو۔ خبر ہو کہ چھ ہزار فوج ہندوستان سے روانہ کی جائیگی +

روئے زمین پر ۴۰ کروڑ آدمی چینی بولتے ہیں اور ۱۰ کروڑ ہندوستانی۔ انگریزی بولنے والے ۱۰ کروڑ ۲۰ لاکھ اٹالین ۳۰ کروڑ ۲۰ لاکھ ترکی ۲ ½ کروڑ +

پونا میں بلوہ کے متعلق ابتک ہندو لوگ گرفتار کئے جارہے ہیں۔ کئی برہمنوں پر جرمانے کئے گئے اور ۱۴ آدمیوں کا ایک گروہ سشن سپرد کیا گیا۔ ۱۳ ہندوؤں کو قید کی سزا دی گئی ہیں +

سری ناتھ مندر واقعہ ناتھ دوارہ کے مندر سے دو لاکھ روپیہ کے زیورات اور جواہرات کی چوری ہو گئی۔ چور ٹھاکروں کے پارچات و زیور اتار کر لے گئے۔ اس چوری کا شبہہ دو برہمنوں پر ہو۔ اس واقعہ کی خبر مہارانا اودیپور کو دی گئی ہو +

دھلی میونسپلٹی نے حضور وایسرائے کی تشریف آوری کے لئے ٹاؤن ہال کو آراستہ کرنا شروع کر دیا ہو۔ اسٹیشن کی سڑکیں اور تمام قابل دید مکانات آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں +

اجمیر میں آج کل کتے بڑے زور شور سے پکڑے جارہے ہیں اور اکثر موقعوں پر مہتروں اور کتوں کے مالکوں سے تکرار ہو جاتی ہو۔ پولیس والوں کا ایک کتا پکڑنے پر مہتروں کی خوب گت بنائی گئی +

بقول ستارہ ہند کا اجمیر میں ایک موچی کے ہاں پورا لڑکا پیدا ہوا جس کے صرف آنکھوں کے نشان بنے ہوئے ہیں گر آنکھیں نہیں ہیں۔ لڑکا تندرست اور سب طرح اچھا ہو +

بنارس کی عدالت سشن میں ایک ملزم نے عنایت احمد سب انسپکٹر پر جوتا مارا جو پگڑی پر لگا اور عدالت کی میز پر آپڑا۔ سب انسپکٹر کی پگڑی اُتر گئی۔ توہین عدالت کی سزا ملے گی ؛

سیالکوٹ سے دو مسلمان جو پچھلے دنوں ایک عورت کو بھگا لائے تھے لاہور میں اُس کو ایک شخص کے پاس فروخت کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ افسوس ہو کہ باوجود احتیاط پولیس کے یہہ شرمناک تجارت بند نہیں ہو سکتی ؛

جیل خانہ جھنا نواں کے داروغہ کی ناک ایک قیدی نے کاٹ ڈالی تعجب ہو کہ قیدی ایسی مذموم کارروائی کرنے کا موقع حاصل کر سکا۔ بیشک ناک کٹ جانا بڑی ذلت و رسوائی کا باعث ہو ؛

میانمیر میں گذشتہ سنیچر کو ۲۴ پایونیر س کے حوالدار رام سنگہ نے خود کشی کر لی اس سے پہلے وہ ہسپتال سے بھاگ جانے کے باعث پے حوالدار کے درجے سے محروم کیا گیا تہا۔ اُس نے رایفل کی نالی منہہ میں لے کر گھوڑے کو پاؤں سے دبا دیا +

لاہور کے میونسپل کمشنروں نے حضور وایسرائے کے استقبال اور مدارات کے لئے تجویز کی ہو کہ جا بجا بینڈ باجے مقرر ہوں اور دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں سجاویں۔ آٹھ محراب خوشنما بنائی جائیں اور تین ہزار جھنڈیاں لگائی جائیں ؛

لاہور میں پادری فورمن صاحب مرحوم کی یادگار قایم کرنے کے متعلق کئی ایک جلسے ہو چکے ہیں۔ اخبار عام کی صلاح معقول ہو کہ صاحب مرحوم کے تمام شاگرد ایک ہفتہ یا ایک دن کی تنخواہ اس کام کے لئے دیویں تو بہت روپیہ جمع ہو جائے گا +

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور

نئی کتاب ۔ نئی کتاب ۔ نئی کتاب

بیبل پڑھنا کیوں ضرور ہے۔ (مصنفہ مسٹر ایم ۔ ایل ایلام) یہہ چھوٹا سا ۲۸ صفحہ کا رسالہ مختصر مگر نہایت معقول پر زور دلایل سے ہر فرد بشر کے لئے مطالعہ بیبل کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے۔ بے پروا اور بے خبر لوگوں کو اس اہم امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہایت کارآمد ہے۔ اور اس لایق ہے۔ کہ اُردو خوانوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے۔ ہر ایک حق جو اور خصوصاً مشنری صاحبان کو چاہئے کہ اسے اپنے پاس رکھیں۔ قیمت ۱ر +

اثمار شیریں ۔ یہہ کتاب الباکورۃ الشھیۃ فی الروایات الدینیۃ نامی ایک مشہور و معروف عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو اپنی قسم میں بے مثل ہے۔ جس نے اسلامی مباحثے کی طرز میں بالکل انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اس کا مصنف ایک شامی مسیحی ہے۔ مصنف نے ایک ناول کے پیرایہ میں دین مسیحی کی تائید اور مخالفین کے حملوں کی تردید ایسے معقول اور موثر طور سے کی ہے۔ کہ اگر تعصب کی پٹی اتار کر اُس کا مطالعہ کریں تو راہِ حق کو دریافت کر لینا کچھ مشکل نہیں ۔ طرز بیان نہایت شیریں اور مہذبانہ ہے۔ اور مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے اعتراضوں کا جواب خود اُنہی کی کتابوں سے دیا ہے۔ اُس کی خوبی اظہر من الشمس ہے۔ ہماری تعریف کی محتاج نہیں ۔ سر ولیم میور نے بھی جو عربی کے مشہور فاضل اور مذہب و نبی اسلام کی نسبت بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں شایع کیا ہے۔ ایک دو ہفتہ میں چھپکر تیار ہوگی۔ مگر چونکہ محدود تعداد چھاپی گئی ہے۔ اس لئے درخواست فی الفور بھیجنی چاہئے تاکہ طبع ثانی کا انتظار نکرنا پڑے۔ مجلد یا غیر مجلد مل سکتی ہیں +

قیمت فی جلد ۔ اسٹف کور ۱۲ر ۔ کپڑے کی جلد عہ +

المشتہر

اسسٹنٹ سکرٹری انارکلی لاہور ۔

نامہ نگاران نور افشاں کی خدمت میں

گذارش ہے۔ کہ آیندہ کو کوئی مضمون مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں بمراد اندراج نور افشاں نہ بھیجیں ۔ غیر متسند و با حیا شخص کے لئے جس قدر اب تک لکھا جا چکا ہے کافی سے زیادہ ہے۔ مگر غالباً نامبردہ کو اُن تحریروں سے کچھ بھی غیرت نہ آئی ہوگی۔ پس ایسے شخص کی نسبت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ درحالیکہ اہل اسلام قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج ۔ اور مسیحی اُس کو ایک کاذب و مفتری سمجھتے ہیں تو اب اُس کو اُس مہلک طریق میں۔ جو اُس نے اپنے لئے اختیار کیا ہے۔ چھوڑ دینا ۔ اور آیندہ کو اُس کا کچھ ذکر نہ کرنا بہتر ہوگا۔

(اڈیٹر)

جوہر حیوانات ۔ (پتہ صاف لکھو) جس میں دنیا بھر کے ہر قسم کے تمام جانوروں کے حالات علمی و خواص و پیدایش وغیرہ معتبر معہ تصاویر (۱) پالتو چوپائے (۲) درند ۔ چرند (۳) خانگی پرند (۴) آبی پرند شکاری پرند ۔ گانیوالے پرند (۵) کیڑے مکھیاں چھپکلیاں ۔ زہریلے جانور (۶) دریائی اور سمندری جانور (۷) بندر بن مانس اور عجیب جانور (۸) نظام حیوانات ۔ قیمت عسہ

جوہر مشاہیر ۔ نادر تحفہ جس میں تمام پیشوایان مذہبی سرگروہان کانگریس ۔ پیغمبران ہر مذہب کی سوانح عمریاں ۔ یونانی فلاسفر اور فرنگی موجدوں کے حالات ۔ دنیا بھر کی مشہور عورتوں کے تذکرے اور نامی بادشاہوں بہادروں اور عالموں کے قصے مفصل معتبر معہ تصاویر اتنی سے زیادہ ۔ سوانح عمریاں کا مجموعہ تو بھی عسہ

جوہر نباتات عسہ ۔ جوہر زراعت عسہ

المشتہر

پیاری لعل زمیندار بروشا ڈاکخانہ سردوا گنج ضلع علیگڈھ

ضرورت

وومنس ۔ مڈیکل مشن ڈسپنسری کے لئے ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہے درخواستیں مسز میپل کے پاس ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے پتہ پر آنی چاہئیں +

عبد اللہ آتہم صاحب کا قادیانی مرزا کو آخری جواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک تیسرا اشتہار شرطی تین ہزار روپے کا میرے پاس بھیجا ہے جس کا جواب بعینہٖ وہی ہے جو پہلے میں دے چکا ہوں اور آخری جواب دینے اُنکے اڈیٹر صاحب ریاض ہند کی خدمت میں بھیجا تھا جس کا جواب بھی انکی طرف سے پہونچ گیا ہے اُنکی خدمت میں یہہ آخری خاتمۃ الخیر کا جواب لکھتا ہوں اور اور جواب اُن کا نہ دونگا کیونکہ فضول و عبث ہے +

اوّل مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ تحریر پہلے انکار انکے مدعا سے بطور دلائل کے بے اعتبار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ بطور گواہی ضابطہ کے قسم اور شرطیہ ہونے چاہئیں تاکہ علم کی نظر میں قابل مواخذہ ٹھہریں ۔ فاما الجواب ۔ جناب کو چاہئے کہ تب تو عدالت مجاز میں مجبور بقسم مجھے کرا دیں ورنہ جناب کو میں بحکم مجاز نہیں ہو نہیں کرتا ۔ اور علی العموم تو مسیحیوں کو قسم کھانا منع ہے پھر آپ اس کے مشتاق کیوں ہوتے ہیں جو ہمارے لئے منع ہے ؟

دوئم وہ جو آپ فرماتے ہیں کہ تین ہزار روپیہ آپکے پاؤں گریں قسم مطلوب آپکی کہاؤں اور ایک سال تک نتیجہ قسم برا خود دیکھلوں فاما الجواب بھلا حضرت جناب کی شرط اور جوئے میں فرق کیا ہے کیا بائبل میں نہیں لکھا کہ پرائی چیز کا لالچ نکر ؟

سیوم وہ جو جناب فرماتے ہیں کہ اگر عظمت اسلام کو مانکر الوہیت مسیح اور تعلیم تثلیث فی التوحید میں متزلزل نہیں ہوا تو کانپتا اور تھرتھراتا لکنت اور چھپتا کیوں پھرا ۔ فاما الجواب ۔ ای جناب اس سے آپکی اور آپکے خدا الہام بخشندہ کی سچائی بھی مجھپر ظاہر ہو گئی کہ وہ سچ مچ لال بجھکڑ

پادری ۔ ای ۔ پی ۔ نیوٹن صاحب مینجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایکمن وائلی کے اہتمام سے چھپ